Maktaba Tul Ishaat.com

مکمل و مدلل

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد ۱۱

ثبوت النسب، حضانته، نفقه

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احایث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست مضامین

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

باب شانزدہم نسب سے متعلق احکام ومسائل ۱۷

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد میاں دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی ۱۸

مدت حمل اور عدت حاملہ ۱۹

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟ ۱۹

نسب کا ثبوت؟ ۲۰

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں؟ ۲۸

جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے ۲۹

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا وہ اسی کا ہے ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے ۳۰

طلاق سے پہلے جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے ۳۱

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب ۳۱

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا اس کا نسب

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اس کے شوہر سے ۳۲

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب ۳۲

جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچے کا نسب ثابت نہیں ہوگا ۳۴

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا ہے ۳۴

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا ۳۵

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا ۳۵

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟ ۳۶

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم؟ ۳۶

مطلقہ ثلاثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہوا اس کا کیا حکم؟ ۳۷

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا ۳۷

بچہ زنا سے ہوا مگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں تو بچہ شوہر کا ہوگا ۳۸

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے ۳۹

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی ۳۹

چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں ۴۰

ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے ۴۱

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا ۴۲

معروف النسب کا کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے ۴۲

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا ۴۳

نکاح پاگل سے جو اولاد ہو اس کا نسب ثابت کیا جائے گا ۴۴

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو ثابت النسب کہا جائے گا ۴۵

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو تو یا شوہر اول کی وفات سے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا ۴۵

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہوگا ۴۶

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا ہے ۴۷

بچے کا نسب باپ سے ہوتا ہے ۴۷

طلاق کے دو برس سے کم میں بچہ ہو تو حلال ہوگا ۴۷

چچا کے لئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ ۴۸

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ باپ کا ہوتا ہے ۵۰

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہو وہ صحیح النسب نہیں ۵۱

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا ۵۱

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں ۵۲

سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے ۵۳

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے ۵۳

مہر کا حکم ۵۳

غیر شرعی گواہوں کی گواہی ۵۳

دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا تو اولاد صحیح النسب ہوگی ۵۴

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا ۵۵

ڈیڑھ دو سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا ۵۶

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا اس کا نسب کس سے ہوگا۔ ۵۶

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب ۵۷

دوسری کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب ۵۷

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب ۵۸

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی ۵۸

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے۔ ۵۹

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا۔ ۵۹

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور حمل رہا مگر شوہر منکر ہے۔ ۶۰

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا ۶۱

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا، اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا۔ ۶۱

شوہر عرصۂ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ ۶۲

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا۔ ۶۳

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ ۶۳

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو۔ ۶۴

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا۔ ۶۵

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوئی ۶۵

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے ۶۷

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں ۶۷

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا، کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا، اس کا نسب نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ۶۸

منکوحۂ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی ۶۸

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی ۷۰

Maktaba Tul Ishaat.com

ماں کے زریعہ شیوخ میں شرف مسلمان ہونے سے پہلے والی	۷۰
اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے	۷۰
طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا کہا جائے گا۔	۷۱
بنی فاطمہ کی افضلیت	۷۲
حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے	۷۵
ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد	۷۶
باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔	۷۷
اولاد باپ کی جائداد کی وارث ہوگی، بیوی کا نکاح ثابت ہے	۷۸
نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں	۷۹
شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب	۸۱
زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم۔	۸۱

باب ہفدہم
بچوں کی پرورش سے متعلق احکام ومسائل ۸۳

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش	۸۳
ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں۔	۸۴
نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں۔	۸۵
نانی کے موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں	۸۶
مطلقہ ماں جب تک بچے کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے	۸۷
گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے	۸۸
ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے	۸۹
ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش	۸۹
حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے۔	۹۰

Maktaba Tul Ishaat.com

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے ۹۱
ولدالزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں ۹۱
ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش ۹۱
ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپھی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے۔ ۹۲
ماں جب غیر سے شادی کرلے اور نانی نہ ہو تو حق پرورش دادی کو ہے ۹۳
ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے ماموں کو نہیں ۹۳
ماں جب غیر سے نکاح کرلے تو اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے ۹۴
نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے ۹۴
لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا۔ ۹۵
بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے ۹۶
ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے ۹۶
لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے ۹۶
زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی دلی سے نہیں لے سکتی ہے۔ ۹۷
بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے ۹۷
حق پرورش کی مدت ۹۸
ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے۔ ۹۸
نابالغ کا حق پرورش۔ ۹۹
بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ۔ ۹۹
پرورش کا خرچ ۱۰۰
بچہ کا ولی کون ہوگا ۱۰۰
نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے ۱۰۱
خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے۔ ۱۰۲
حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو ۱۰۲
حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو۔ ۱۰۲
پھوپھی اور نانی میں حق پرورش کس کو ہے۔ ۱۰۳
حق پرورش ماں کو ہے۔ ۱۰۴
صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے۔ ۱۰۷

Maktaba Tul Ishaat.com

پرورش کی کیا مدت ہے اس کے بعد کیا حکم ہے۔ ۱۰۷
ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش نہیں رہتا۔ ۱۰۷
حق پرورش کی ترتیب۔ ۱۰۸
جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے۔ ۱۰۹
نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے ۱۰۹
والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے ۱۱۰

باب ہشدہم
نان ونفقہ سے متعلق احکام ومسائل ۱۱۲

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا۔ ۱۱۲
گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں ۱۱۳
شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے ۱۱۳
بیویوں کا حق مکان ہے بہتر ہونا ضروری نہیں۔ ۱۱۳
خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں۔ ۱۱۴
شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے ۱۱۴
نفقہ اور سامان جہیز کا حکم ۱۱۵
زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ ۱۱۵
مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے۔ ۱۱۶
زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں۔ ۱۱۶
زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ ۱۱۷
اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں، ۱۱۷
مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ ۱۱۷
صغیر کا نفقہ ۱۱۸
مطلقہ کی عدت کا نفقہ ۱۱۸
بذمہ شوہر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے۔ ۱۱۸

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ ۱۱۹

بلا وجہ شوہر کے مکان عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے ۱۲۰

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔ ۱۲۰

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں۔ ۱۲۱

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ ۱۲۱

جب تک نکاح باقی ہے، بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے۔ ۱۲۱

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی ہے ۱۲۲

نکاح کر کے خبر نہ لینا۔ ۱۲۳

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں۔ ۱۲۳

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے ۱۲۴

بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے۔ ۱۲۴

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے ۱۲۵

بدچلن بیوی کا نفقہ ۱۲۶

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں ۱۲۶

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ ۱۲۶

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں ۱۲۸

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی۔ ۱۲۸

شوہر کی مرضی سے میکے میں رہے گی تو نفقہ پائے گی۔ ۱۲۹

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں۔ ۱۳۰

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔ ۱۳۰

Maktaba Tul Ishaat.com

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ ۱۳۰
عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے۔ ۱۳۱
گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں۔ ۱۳۱
بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں۔ ۱۳۲
مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے۔ ۱۳۲
نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے ۱۳۳
زانیہ بیوی کا نفقہ ۱۳۴
جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ۱۳۴
نفقہ میں گرانی وارزانی کیوجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے ۱۳۵
بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں ۱۳۶
گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں۔ ۱۳۶
سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے۔ ۱۳۷
باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے۔ ۱۳۷
نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ ۱۳۸
اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے ۱۳۹
نفقہ کی مقدار ۱۴۰
نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں ۱۴۰
شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج واجب نہیں۔ ۱۴۱
خود شوہر جب بیوی کو میکے بھیج دے تو اس کا نفقہ واجب ہوگا۔ ۱۴۱
تنگ دست شوہر سے تفریق ۱۴۲
بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔ ۱۴۲

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی ۱۴۵

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے ۱۴۵

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں ۱۴۶

نافرمانی کی وجہ سے نفقہ واجب نہیں، ۱۴۶

جو بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے ۱۴۷

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے۔ ۱۴۸

بیوی شوہر کے مخالف رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں ۱۴۸

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے ۱۴۹

اولاد کا نفقہ ۱۵۰

زچہ خانہ کا نفقہ ۱۵۰

مہر کی ادائیگی ۱۵۰

بیوی کے نفقہ کی مقدار ۱۵۰

نکاح باطل کا نفقہ ۱۵۲

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے۔ ۱۵۲

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ۔ ۱۵۳

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا ۱۵۳

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے۔ ۱۵۴

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ ۱۵۵

شوہر پر واجب نہیں، ۱۵۵

بہن کا نفقہ بھائیوں پر ۱۵۵

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی۔ ۱۵۶

نفقہ کا دعویٰ شوہر پر۔ ۱۵۷

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں۔ ۱۵۸

نفقہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں ہے ۱۵۸

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں۔ ۱۵۹

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے۔ ۱۵۹

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے۔ ۱۶۰

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں۔ ۱۶۱

Maktaba Tul Ishaat.com

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔	۱۶۱	عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔	۱۶۳
مہر کی ادائیگی کی وسعت نہ ہو تو مہلت دیجائے اور نفقہ واجب ہے	۱۶۲	بیوہ مکان فروخت کرکے نفقہ لے سکتی ہے؟	۱۶۳

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کر کے حوصلہ افزائی بھی فرما رہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب۔ ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش وجستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبر آبادی مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمولی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گرانقدر وظیفہ دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر پی، ایچ، ڈی کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کر کے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دارالعلوم جیسے مرکزی دارالافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالہ جات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہو کر مقبول عام

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوچکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پارہا ہے، مستقبل میں یہ علمی وفقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرمارہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائیگا، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل کی قدر وقیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا۔

کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر واسلاف کی خدمات واخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہوکر پریس جارہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد وشکر رب سے لبریز تر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُنِ مو سے آواز آرہی ہے۔

"الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم وجہول کی اس حقیر محنت کو شرف قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر وباطن کو مالامال کردے، اور اسی کے ساتھ دارالعلوم کا فیض تا قیامت باقی رکھ، تاکہ کائناتِ انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارۂ علم وعمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بد باطنوں کے شر ورو فتن سے مامون ومحفوظ فرمادے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

Maktaba Tul Ishaat.com

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، ثبوت النسب[۱]، حضانت[۲] اور نفقہ[۳]، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کردینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے اُن کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح وطلاق سے متعلق ہی احکام ومسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ، مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الأیمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے جس پر کام شروع ہوچکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہوجائے گی، دعا ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرادیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۲۷ ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

Maktaba Tul Ishaat.com

باب شانزدہم
نسب سے متعلق احکام و مسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال (۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے محل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کیطرف شرعاً منسوب ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وهذا اذا لم يعلم بان لها زوجا غيره فكيف اذا ظهر زوج غيره فلا شك في عدم ثبوته عن الثاني شامی باب ثبوت النسب[2] وكذا الاعدة لتزوج اهـ امة الغير الما

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۵۶۵/۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بذلک[1] الخ عن العدۃ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

میاں دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی

سوال (۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص۵۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہوگیا، دراں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہ کرم مفصل ومشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] (بچہ اس کا ہے جس کا فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔ پس امام ابوحنیفہ

---

[1] امانکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المھر ص۲۸۲ ج۲) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کرسکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ درحقیقت وہ بچہ اگرچہ ولدالزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کے طرف منسوب کریں۔[1]

مدت حمل اور عدت حاملہ

سوال (۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟۔

الجواب:۔ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ[2]، اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی وضع حمل[3] ہے۔ کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پاگیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا۔ نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہوگا یا نہیں؟۔

---

[1] ان الفراش علی ای بعد می اتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصور کرامۃ او استخدام اما الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۲۶۴ ج۲ ظفیر

[2] اکثر مدۃ الحمل سنتان او اقلھا ستۃ اشھر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۲۵۴ ج۲ ظفیر [3] وفی حق الحامل وضع جمیع حملھا ولا تقدر بمدۃ کما حلت بعد الطلاق او الموت بوم او اقل جرھا (رد المحتار باب العدۃ ص۵۳۰ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- ناکح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں گے۔[1]

نسب کا ثبوت

سوال (۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغوا کر کے لے گیا، اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی زوجہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہذا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مر گئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتاء میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتاء کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیوں کہ ولد فراش کا ہے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کہ کرخی سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے

---

[1] ولو ولدت لاقل منہ (ای نصف حول) لم یثبت (درمختار) لانہ تبین ان الخلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص۸۲۲ ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دعوے میں تزویج مشرقی اور مغربیہ کا شامی سے سند لاتا ہے اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم دخلی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش دخلی ونسب ثابت ہو گئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہیئے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاهر الحجر للعاهر الحجر کے یہ معنی ہیں کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے ای جل غاب عن امراۃ فتزوجت باخر ثم ولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی مذهب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ والجوهرۃ والکافی وغیرها وفی حاشیۃ شرح المنار لابن حبلی وعلیہ الفتوی ان احتمله الحال لکن فی آخر المجمع حکی اربعۃ اقوال ثم افتی بما اعتمدہ المصنف وعللہ ابن ملک بانہ المستفرش حقیقۃ

لہ کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینهما سنۃ فولدت لستۃ اشهر مد توجها لتصورہ کرامۃ او استخدام اما اذا الدر المختار علی رد المحتار باب ثبوت النسب ص۳۶ ج۳ طہیر

Maktaba Tul Ishaat.com

فالولد للفراش العقیقی وان کان فاسداً وتمامہ فیہ فی اجعہ در مختار[1] وظاہرہ ان المفتی بہ الولد للثانی مطلقاً وان جاءت بہ لاقل من ستۃ اشہر من وقت العقد کما یدل علیہ ذکر الاطلاق قبلہ والاقتصار علی التفصیل بعدہ۔ شامی[2] اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قولہ بلا دخول المراد نفیہ ظاہراً وان لا فلا بد من تصورہ وامکانہ ولذا لم یثبتوا النسب من زوجۃ الطفل ولا ممن ولدت لاقل من ستۃ اشہر الا والحق ان التصور شرط ولذا لو جاءت امۃ الصبی بولد لا یثبت نسبہ والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوہ او حتی شامی[2]۔ اس دعوی میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے۔؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید و عمر دونوں کا قول درباره نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعوی دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بناء پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۵ ج۲ [2] ظفیر ۱۲ رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۵ ج۲ [3] ظفیر ۱۲ رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۵ ج۲ [4] ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قولہ تعالیٰ یاایھاالذین آمنوا اذا نکحتم المومنٰت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا الآیۃ۔[1]

نیز اگر عقد کے لئے حکم ولی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربآئبکم التی فی حجورکم من نسآئکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[2] الآیہ اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک[3]۔

دوسرے وہ اپنے دعوی میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں صرف عقد ہی کا لانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں سے ایک ضروری جزء ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارنا للنکاح المقارن للعلوق[4] اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعوی میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعوی کی دلیل میں کرخیؒ کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسر الکرخیؒ اعنی العقد ھو الفراش مخالف

---

[1] سورۃ الاحزاب ع ۳۔ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء ع ۴۔ ظفیر
[3] ترمذی ماجاء فی من یطلق امرأتہ ثلاثا ص ۱۳۰ ج ۱ ظفیر
[4] فتح القدیر ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لتفسر هم السابق له فی فصل المحرمات یکون المرأة بحیث یثبت نسب الولد منها اذا جاءت به فان هذا الکون یثبت بعد العقد او مع العقد (فتح القدیر[1] باب ثبوت النسب)

چوتھے زید اپنے دعوی میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعوی کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور و امکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا، اور فیما نحن فیہ تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت و دخول کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسئولہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت و تصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم دخول کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانة فهی طالق فتزوجها فولدت ولدا لستة اشهر من یوم تزوجها فنفاه ابنه وعلیه المهر اما النسب فلانهما فی اشة والتصور ثابت بان تزوجها وهو یخالطها وطیا ویسمع الناس کلامهما فوافق الا نزال النکاح والنسب یحتاط فی اثباته هکذا فی هدایة ملخصا[2] ۔ پس نسب اس صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جب کہ علوق مقارناً للنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہوسکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم ص۳۸۳ علامہ ابن ہمام

[1] فتح القدیر باب ثبوت النسب ص۳۰۔ ظفیر [2] دیکھئے ہدایہ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

فرماتے ہیں واذا فیکون العلوق مقارنا للنکاح فیثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجھا وھو یخالطھا وطیًا وسمع الناس کلامھما فوافق الانزال النکاح الاحسن تجوزا انھا وکلامہ فباشر الوکیل طرفا کذلک فوافق عقد الانزال۔ ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا۔ دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا یحتاج الی ھذا التکلف بل قیام الفراش کاف ولا یعتبر امکان الدخول بل النکاح قائم مقامہ کما فی تزوج المشرقی مغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ ادجنی (فتح القدیر[1]) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمام کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہوگیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسئولہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت وس وغیرہ سے ہرگز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا۔ اور تصور صورت مسئولہ میں قطعًا مفقود ہے۔ زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کردی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا۔

اب عمر کے فتاویٰ کے بارے میں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ صورت مسئولہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جا سکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور بمجرد نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بار بار بیان کر دیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسئولہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی برات ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتویٰ سے

[1] فتح القدیر ص ۳۰۱ ج ۳ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کے بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہرگز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب بظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغوا کر کے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے بمضمون کلام قدسی نظام وللعاھر الحجر اس کے لئے مجر جزا رہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کر دیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغوا کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعوی کے اثبات میں رجل غاب عن اھل أتہ فتزوجت باخر کی شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد میں صورت مسئولہ سے استشہاد لانا گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیوں کہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہرگز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تباین ہے کیوں کہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم وتیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ ما نحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغوا کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا نسب ثابت ہوا، پس نظر بر امورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت

Maktaba Tul Ishaat.com

میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہوسکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کرسکتے ہیں۔ اور ب زانی ہے اور زانی کی جزا، بمصداق للعاھر الحجر حجر ہے، فقط

الجواب:۔ از حضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقول، وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف، الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1]۔ قال فی الدر المختار ان الفراش علی ای بعد مراتب ضعیف او متوسط او قوی وھو فراش المنکوحۃ فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان شامی[2] (ص ۲۹۳ ج ۲) وفی صفحہ ۲۹۳ قال فی البحر لو تزوج بامرأۃ الغیر عالما بذلک ودخل بھا لا تجب العدۃ علیھا حتی لا یحرم علی الزوج وطئھا وبہ یفتی لانہ زنا والمزنی بھا لا تحرم علی زوجھا[3] اھ وفی باب العدۃ منہ۔ اما نکاح المنکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علما انھما للغیر لانہ لم یقل احد بجواز ہ فلم ینعقد اصلا[4]۔ وفیہ ایضا والتصور ثابت فی المغربیۃ لتبوت کرامات الاولیاء اھ وفی الدر المختار عن البحر متی سقط اللعان بوجہ ما لم ینتف نسبہ ابدا فلو نفاہ ولم یلاعن حتی قذفھا اجنبی بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد[5] وفیہ قالوا وصرحوا ببقاء نسبہ بعد القطع فی کل الاحکام لقیام

---

[1] ترمذی ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر [2] ردالمحتار ص ۲۶۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] در مختار مع الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص ۲۹۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر [4] در مختار مع الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۸۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

فی اشتمالہ الا فی حکمین الارث والنفقۃ فقط[۱] قولہ فی کل الاحکام فیبقی النسب بین الولد والملاعن فی حق الشہادۃ والزنی کواۃ والقصاص والنکاح[۲] شامی[۳]۔

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے اور اس کا استدلال بروایۃ رجل غاب عن المرأۃ فتزوجت باخر فجاءت[۴] کا مجیب ثالث نے رد دیا ہے۔ اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔ اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر با الف و برادر الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کر دیا جائے۔ تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما ھو عن الدر المختار۔ فقط

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شد مسمی برادران عم زاد و یک دختر و دو زوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود، بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کرد و در برادران عم زاد تفصیل است بایں طور کہ یکے ازاں جملہ اللہ داد از بطن جنین زنے است کہ آن زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود و دو ازاں جملہ از بطن جنین زنے کہ نکاح مادران ہر دو را ثبوت شاہدے نیست۔ اکنوں نسب آل ہر سہ از عم متوفی ثابت است یا نہ، و از مال متوفی

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب اللعان ص۵۱۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔
[۲] رد المحتار باب اللعان ص۵۱۵ ج۲ ۱۲ ظفیر [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۵۶۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آں سہ ترکہ خواہند یافت یا نہ۔

الجواب:۔ درصورت موجودہ اگر والد عبدالمجید وعبدالغفور مدعی نکاح بامادر اوشاں بود، نسب اوشاں از پدر خود ثابت است، واز ترکہ عبدالرحمٰن از راہِ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام هو ابنی ومات المقر فقالت امه[1] انا امی أته وهو ابنه یرثانه استحسانا الدر مختار[2] وفیه ایضا لانهما شهادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال فی اثباته مهما امکن والامکان بینهما بسبق التزوج سرا بمهی یسیر[3] اھ وایں حکم وقاعدہ در الہ داد ہمہ جاری خواہد شد چرا کہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است، پس پدر او دعوی بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے

سوال (۱۱۵۳) زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، بعد استقرارِ حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی، اس کے بھائی نے زید سے ایام حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر بتلا کر اسکو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے۔ ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے، بہرحال بکر کو کچھ حق بچہ کے رد کنے کا نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ او متزوجة

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۶۵ ج۲ ۱۲ طفیر

[2] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۶۲۵ ج۲ ۱۲ طفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بغیر محرم الصغیر[1]۔

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

سوال (۱۱۵۴) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے[2]۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دینے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے[3]۔

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے۔

الجواب:۔ لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے۔ تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا[4]۔

---

[1] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب الحضانۃ ص۲۲۳ ج۲ ظفیر [2] اذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشہر فصاعدا ثبت نسبہ منہ اعترف الزوج او سکت او ان جحد الولادۃ یثبت بشہادۃ امرأۃ واحدۃ تشہد بالولادۃ حتی لو نفاہ الزوج بلا عن لان النسب یثبت بالفراش القائم (ہدایہ باب ثبوت النسب ص۲۹۰ ج۲) ظفیر [3] ولما کان منکوحۃ الغیر ومعتدتہ لم یعمل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص۲۲۱ ج۲) ظفیر [4] کما فی قولہ تعالیٰ وعلی المولود لہ رزقہن الایہ سیق لاثبات النفقۃ وفی ذکر المولود لہ اشارۃ الی ان النسب للآباء (حاشیہ رد المحتار باب الحیض ص۱۱۲ ج۱) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

طلاق سے پہلے جو لڑکا پیدا ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی۔ اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورشید و بنفشی کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب:- اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیساکہ درمختار میں ہے کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:- جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے[2]۔

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۵۸) ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے، اب کس طرح

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۲۹۴ ج۲ ظفیر

[2] فان تزوج اختین فی عقدتین ولا یدری ایتھما اولی فرق بینہ وبینھما لان نکاح احدھما باطل بیقین (ھدایہ فصل المحرمات ص۲۹۳ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

الجواب:- قال فی ردالمحتار حیث قسم الفراش علی ای بعد مراتب. وقوی وھو فراش المنکوحۃ ومعتدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان الا اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ[1] شامی. وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصور کرامۃ اذا استخدا[2] امأ فتح[3].

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اسکے شوہر سے

سوال (۱۱۵۹) زید کے دو لڑکے مفتوح و فاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دیدے یا ہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہوگئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہو کر مرگئی وہ کس کی ہوگی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا۔ اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[4]

---

[1] ردالمحتار باب اللعان ص۲۱۳ ج۲ [2] ظفیر [3] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص۲۱۳ ج۲ [4] ظفیر [5] یہ حدیث یہ ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قام رجل فقال یا رسول اللہ ان فلانا ابنی عاھرت بامہ فی الجاھلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دعوۃ فی الاسلام ذھب امر الجاھلیۃ الولد للفراش وللعاھر الحجر رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب اللعان ص۲۸۵) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس قاعدہ کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح سے ثابت ہے اور حمل جو اب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح سے ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر مفتوح ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الادا رہے۔ اور بچہ جو پیدا ہوگا اس کی پرورش کا نفقہ بھی بذمہ مفتوح[1] ہوگا۔

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب

سوال (۱۱۶۰) عورتے را زوج خود ترک کردہ بموضع دیگر بود و باش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تا کہ ازاں زوج طلاق بگیرند۔ پس آں چند آدمی از انجا آمدہ عورت مذکورہ را بہ شخص دیگر نکاح دارند، و نیز بہمذا الشخص و با ولادہ آنکہ پیدا شدند از بطن آں عورت تخمیناً تا سی سال مواکلہ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں از آں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکورہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہٰذا ما فریب نمودہ یک شخص دیگر را زوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر باوجود ایں چوں زوج اول بقصبۂ من آمدہ بود روبروئے دو سہ آدمی بار دیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یا نہ۔

---

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر من وقت العقد او لاكثر من سنتين من وقت العقد لا يثبت نسبه منه الا ان يعترف الزوج او يسكت الا ان النسب يثبت للحي اتى القاضي (هدايه باب ثبوت النسب ص ۲۱۱ ج ۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود و نسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود لان النسب یحتاط فی اثباتہ کما فی رد المحتار فصل ثبوت النسب تنبیہ لا تسمع بینتہ ولا بینۃ دی ثنتہ علی تاریخ نکاحہا بما یطابق قولہ لانہا شہادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن والامکان ہنا یسبق التزوج بما سرأ بعہ یسیر وجہرًا باکثر سمعۃ ویقع ذلک کثیرًا وہذا جواب الحادثۃ فلیتنبہ لہ شرنبالیہ از رد المحتار[1] جلد ۲

جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۱) ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کر لیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہوا یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہو گیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشہور الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] فقط۔

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

سوال (۱۱۶۲) ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

الجواب :- زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقولہ علیہ السلام

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۵۶۵ ج۲ ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] پس وہ حمل زید زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مر گیا، سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہو، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور زید پر اس کا خرچ و نفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ ہے[2]۔ فقط

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال (۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر و نفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی۔

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر [2] وبرث ولد الزنا والملاعنۃ امہ ومن ترثہ امہ فی الصحیح لانہ جزء منہا فی الاصل وانما انتفی النسب من الاب لعدم التولد منہ وقد وجد من الام فتطلما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما (الدر المختار وعلیہ حاشیہ رد المحتار باب فی الحرق والغرق وغیرہم ص ۵۲۰ ج ۵) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط والله اعلم قلمناه فی العصبات انه لا اب لهما۔ فقط

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے بندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید بندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

الجواب:- نسب لڑکی کا زید سے ثابت[۲] ہے۔

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم

سوال (۱۱۶۶) ایک شخص کے چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مرگیا، عورت خامس اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت خامس کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور خامس عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل، ہر ایک کے احکام علیحدہ از قسم میراث و عدت و نسب وغیرہ بیان فرمادیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نكاح فاسد الا وهو الذی (فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود بالوطء قوله كشهود) ومثله تزوج الاختين معا ونكاح الاخت فی عدة اخت

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۵۵۸ ج ۲ ظفیر۔

[۲] الولد للفراش وللعاهر الحجر (ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ وان النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل (شامی ص ۳۵ ج ۲) ۔

الحاصل اس بارے میں عبارت فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت و ثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مہما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد و باطل ہیں۔ عدت کے سوا، دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی ص ۳۵ ج ۲ والحاصل انہ لا فرق بینھما ای الفاسد والباطل فی غیر العدۃ اما فیھا فالفرق ثابت

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب: ۔ مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیۃ ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہوگی نسب اس کا ثابت ہوگا احتیاطاً۔ فقط

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا

سوال (۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضامندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کر کے دین اسلام قبول کیا اور بعد دو چار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان

لہ ردالمحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۸۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر ۲ ایضاً ص ۴۸۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر ۳ وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا ۱۲ لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العدۃ ص ۵۳۵ ج ۲) قال الحلوانی فی ھذہ المسئلۃ دلیل علی ان الفاسد ینعقد بنفس العقد فی النکاح الفاسد ۱۲ فھذا صریح فی ثبوت النسب فیہ (ردالمحتار باب العدۃ ص ۵۳۶ ج ۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کیاکہ مجھے پہلے ہندو خاوند کا دو ماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نومسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں۔

الجواب:- حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نومسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل و ناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے[1] ہے۔ فقط

بچہ زنا سے ہوا اگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

سوال (۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائیگا یا حرامی۔ زید کے فعل سے طلاق ہوگئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں، اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب:- وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا

---

[1] ومن جاءت الینا مسلمۃ حاملا بانت بلا عدۃ فیحل تزوجھا اما الحامل فحتی تضع علی الاظہر لا للعدۃ بل لشغل الرحم بحق الغیر (درمختار) فان ھذہ حملھا ثابت النسب (ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۵ ج ۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہیے اور بدسلوکی نہ کرنی چاہیے۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں، پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے، اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہیے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہیے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہیے کہ یہ گناہ ہے۔

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی

سوال (۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبر گیری نہیں کرتا تھا۔ ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلالو یا طلاق دیدو تاکہ اس کا عقد ثانی ہی کردیں وہ مہر معاف کرتی ہے۔ زید نے کہا کہ جو چاہے وہ کسب کرے جو چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید خود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہوگئی اور محمود بھی تیار ہوگیا۔ لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہوگیا، اولاد بھی ہوئی، غرضہ بیس سال سے زائد گذرا اور یہ دونوں

[1] ترمذی باب ماجاء فی ان الولد للفراش ص۱۵۶ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہو گیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب: ۔ زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا[1]۔ اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ اور کسی امام کے نزدیک بھی نکاح اس صورت میں نہیں ہوا، اور نسب باپ سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان میں میراث بھی جاری نہ[2] ہوگی۔ فقط

چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں

سوال (۱۱۷۲) زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ شعبان ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ صفر ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہوا یا جائز رہا۔

الجواب: ۔ نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں[3] ہے۔ فقط

---

[1] امانکاح منکوحۃ الغیر اذا لم یقل احد بجوازہ اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص۳۵۵ ج۲) ظفیر [2] ویرث ولد الزنا ذا اللعان بجھۃ الام فقط لما قدمناہ فی النسب لا الاب لھما (سراجی) ظفیر [3] اکثر مدۃ الحمل سنتان اذا قلھا ستۃ اشھر اجماعاً (رد المحتار باب النسب ص۵۵۶ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

سوال (۱۱۷۳) زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو بیچ شش ماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہٰذا تو مجھے بھگا کر لے چل یا میں خودکشی کرتی ہوں، پس اس بنا پر زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا، ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مرگئی تب زید وطن مالوف میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد ازاں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مرگئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسرے یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کر دیا تھا، زید نے واپس آکر دوسری شادی بموجب شرع شریف کرلی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مرگیا باقی دو لڑکے عمر اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولد الزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کرلی جس سے دو بیٹے شاکر و حارث پیدا ہوئے اور خود مرگیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۵ سال برس کا اور حارث ۳ سال برس کا۔ اب شاکر و حارث عمر اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر و حارث ہوں گے اور جب کہ شاکر و حارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہیے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعویٰ صحیح ہوگا کیونکہ

Maktaba Tul Ishaat.com

فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا بندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کی وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر و حارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے لا تسمع بینۃ ولا بینۃ وہی مشتہ علی نافی یخالفہا بما یطابق قولہ لانہا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن[1] ا ھ ص ۶۲۵ الحاصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی، اور زید کا محروم کر دینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

نکاح کے چھاہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۷۴) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت[2] ہے۔ فقط

معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۵) زید کی زبانی و تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا

---

[1] ردالمحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۵ ج ۲ و ص ۶۲۶ ج ۲ ظفیر [2] ولدت لنصف حول من نکحہا لزمہ نسبہ لتصور الوطء حالۃ العقد ولو ولدتہ لاقل منہ لم یثبت (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۶۲۵ ج ۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اسلئے بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہوسکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں، اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کرگیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباتہ[1] امکن یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہوسکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا

سوال (۱۱۷۶) ہندہ زید کی منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہوکر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پاکر طلاق دیدی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا۔ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کیواسطے عدت طلاق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۵۶۲ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] وهٰكذا فی کتب الفقہ اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہٰذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی وغیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ[2]. فقط

نکاح باطل سے جو اولاد ہو، اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۷۷۱۱) زید وہندہ دونوں رشتہ میں پھوپی زاد بھائی بہن ہیں، اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہوگیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید وہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ

الجواب:- جب کہ زید وہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیرخوارگی تو زید وہندہ رضاعی بھائی بہن ہوگئی اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہٰذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے۔ اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے، اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست[3] ہے۔

---

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۸۶ ج۱ ظفیر [2] سورۃ البقرۃ کا رکوع ۳۰ - ۱۲ ظفیر [3] والنسب یحتال لاثباتہ ضمنا امکن (ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ص۵۶۴ ج۲) ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب الخ (ردالمحتار باب العدۃ ص۵۳۵ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

سوال (۱۱۷۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پا گیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے[1]

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہوگا یا کیا حکم ہے۔

الجواب:- عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال فی الدر المختار ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما من وقتہ ای الموت[2] ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت کا وقت موت سے دو برس سے کم میں

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو یا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۸۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دیدی۔ اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوئی ہے، لہٰذا

---

[1] ومثل لہ فی البحر ہناک بالتزوج بلا شہود وتزوج الاختین معا اولا ثم فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ ای ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (رد المحتار باب العدۃ ص۵۳۵ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۶۲ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا یا ثانی کا۔ اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہوگا، اور وارث کس کا ہوگا۔

الجواب:۔ حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے، اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دو برس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے۔ اور اگر شوہر اول کی وفات سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور اس کا وارث ہوگا[1]۔ فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد و زینب دونوں زانی و زانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا۔

الجواب:۔ شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] پس خالد اور زینب کو زانی و زانیہ کہنے والے گنہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اس اتہام ناجائز کی بنا پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز

---

[1] ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لا قل منہما من وقتہ ای الموت اذا کانت کبیرۃ (درمختار) لا قل منہما ای من سنتین (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۳۹۶ ج۲) ظفیر [2] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۸۶ ج۱ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الولد للفراش کا خلاف ہے لہٰذا وہ عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں۔

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقولہ علیہ السلام الولد للفراش الحدیث[1] فقط

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی[2]۔

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

سوال (۱۱۸۴) بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شو کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

الجواب:- طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق

---

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۸۶ ج۱ ظفیر

[2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (الفراش کنایۃ عن الزوج) (بخاری مع حاشیہ ص۹۹۹ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبوتۃ جاءت لاقل منھما من وقت الطلاق[1] ولو لتمامھا لا یثبت النسب الا بالدعوۃ لانہ التزمہ (درمختار) ولہ وجہ بان وطأھا بشبھۃ فی العدۃ۔ ھدایہ وغیرھا (شامی)

چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

سوال (۱۱۸۵) مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ مورس میں کردیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کرکے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہوچکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرالینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعا پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو مورس خبر پہنچائی انھوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہوجائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس پر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہوچکا ہے لہٰذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہوجاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہوچکا ہے،

[1] دیکھئے ردالمحتار علی ہامشہ الدرالمختار فصل فی ثبوت النسب ص۵۵۸ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہوگیا، اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اور مسماۃ عائشہ کا انتقال ہوچکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہوگیا یا نہیں، اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں، اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کرا سکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیہ بقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ[1] اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہوکر نکاح کو فسخ نہیں کرسکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کردیں تو حکم قائم مقام قاضی ہوسکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کرسکتا ہے بہرحال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر، وولدت اولادًا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذھب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

والجوھرۃ والکافی وغیرہ اھ وفی الشامی قولہ غاب عن امی أتت شامل لما اذا بلغھا موتہ او طلاقہ فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافہ ولما اذا ادعت ذلک ثم بان خلافہ شامی جلد ثانی ص۶۳۱

فصل[1] فی ثبوت النسب۔ وایضاً فی الدر المختار فی بیان حکم النکاح الفاسد لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب وفی الشامی فھذا صریح فی ثبوت النسب فیہ[2] اھ وفی الدر المختار والموطوءۃ بشبھۃ ومنہ تزوج امی أۃ الغیر عالما بحالھا[3] اھ

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی الحال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے۔

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۶) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا۔ پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا۔

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے۔ زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ[4]

---

[1] دیکھئے رد المحتار علی ھامشہ الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص۵۶۸ ج۲ ظفیر [2] دیکھئے رد المحتار علی ھامشہ الدر المختار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص۵۳۶ ج۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص۵۳۶ ج۲ ظفیر [4] اکثر مدۃ الحمل سنتان اذ فیثبت نسب ولد معتد الی حتی اذا ان ولدت لاکثر من سنتین اذ کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما اھ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۵۶ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم و مکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا، اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہوگا یا نہیں، اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح اس کا ہو گیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تمام بذمہ شوہر لازم ہو گیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ الخ ان حرم وطؤھا حتی تضع الی ان قال) لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقاً[1] لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے ھکذا فی کتب الفقہ قال فی الدر المختار اکثر مدۃ الحمل سنتان و اقلھا ستۃ اشھر اجماعاً[2] مختار و فی باب المھر عنہ و یتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج[3] الخ۔ فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص۳۰۰ ج۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۵۵۰ ج۲ والاصل ان اقل مدۃ الحمل من ستۃ اشھر لا یثبت النسب وھذا قول محمد وبہ یفتی (باب المھر ص۳۰۲ ج۲) ظفیر [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ص۳۰۲ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث نہ ہوگا کما فی الدر المختار وان ولدت لاکثر منھما من موتہ (ای الموت شامی) لا یثبت بدائع۔ ولو لھما فکالاکثر[1] تجنبی۔ فقط

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مرجاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہوگیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما من وقتہ ای الموت او الوقرت بمضیھا بعد اربعۃ اشھر وعشر فولدتہ لستۃ اشھر لم یثبت[2] اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مرجاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہو، اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کر لیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۶۱ ج۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۶۱ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

سات ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ نے بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے۔

الجواب:- نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہوگیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت[1] ہے۔

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۱) (۱) مدعا علیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی۔ مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کرلیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہوگا یا نہ۔

مہر کا حکم

سوال (۱۱۹۱/۲) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں۔

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

سوال (۱۱۹۱/۳) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہوگا، دادا

---

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه الا ان جاءت به لستة اشهر فصاعدا ثبت نسبه عنه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ص۲۱۱ ج۲) ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کا قول اور دعویٰ معتبر نہ ہوگا۔[1]

۲ :- مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہوگی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہوگا۔

۳ :- غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح وطلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال ۱۲ کی ہے اس میں دعویٰ عورت کا متعلق نکاح وثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی دربارہ نفی نسب ونفی نکاح مسموع نہیں قال فی رد المحتار لا تسمع بینۃ ولا بینۃ وہی مشہد علی تاریخ نکاحہما بما یطابق قولہ لا نہا شہادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ ہہما امکن والامکان ہہنا یسبق التزوج بما سرد ابہی یسیر[2] اھ ص ۶۲۷ جلد ثانی شامی باب ثبوت النسب۔

دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۱۹۲) مسماۃ زبیدہ سے جس پر یکایک عالم غربت آگیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے شادی کرلے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زبیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماۃ زبیدہ تیار ہوگئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں کسی بہانہ سے لے جائی

---

[1] ولو ولدت فاختلفا فی المدۃ فقالت المرأۃ نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لہا بلا یمین وقالا تحلف وبہ یفتی کما سیجئ فی الدعوی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ ج ۲) قال لغلام ہو ابنی ومات المقر فقالت امہ المعروفۃ بحریۃ الاصل والاسلام انا امۃ أتہ وہو ابنہ یرثانہ استحسانا (ایضاً ص ۸۶۵/۲ ج ۲) ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ وص ۸۶۴/۲ ج ۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب وقبول معرفت وکلاء ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلاء کو۔ بکر مسماۃ زبیدہ سے مسماۃ ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہوگئی اور لڑکا تولد ہوا، اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کردے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دیدی، اور ایجاب وقبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہوگیا[1]، اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہوگا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہوگا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں[2]۔

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۹۳) ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لاعلم تھا۔ زوجہ مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا صحبت کی اس کو حمل ہوگیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو درمیان دختر وفدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] وینعقد بایجاب من احدھما وقبول من الآخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱/۲) ظفیر۔

[2] ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوۃ وتعتبر مدتہ من الوطء الخ وقالا ابتداء المدۃ من وقت العقد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحمی ص ۴۸۲/۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اسلئے مقتضاء اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرح بہ فی الشامی و لذا لا یثبت النسب فی نکاح المحارم[1] فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

سوال (۱۱۹۴) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہوگیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہوگی۔

الجواب :- شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفی سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں[2]۔

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا، اس کا نسب کس سے ہوگا

سوال (۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵ر شوال ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کی کم از کم کس قدر ہے۔

الجواب :- بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت کے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ

---

[1] ردالمحتار باب المہر ص۴۸۲/۲ ظفیر۔

[2] واکثر مدۃ الحمل سنتان لخبر عائشۃ رضی اللہ عنہا الذی المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص۵۵۰/۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[۱]۔ فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ وجائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

الجواب:۔ نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہٰذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامی[۲]۔ فقط

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجہ کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھرتا رہا دو تین اولاد بھی ہوگئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کر لیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہوا[۳]، اور بحکم الولد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر

---

[۱] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص۲۸۱، وظفیر [۲] وتقدم فی باب المہر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (ر) الدرالمختار باب العدۃ ص۲۲۵ ج۲) ظفیر [۳] اما نکاح منکوحۃ الغیر فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ر) الدرالمختار باب العدۃ ص۲۳۵ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا - اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے -

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

سوال (۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی - پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاحنامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں - اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں -

الجواب :- اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا - شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں[1]

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی

سوال (۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں - حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی و زانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں -

الجواب :- اس صورت میں بحکم الولد للفراش وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے - جس شخص سے تعلق

---

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ص ۹۹۹ ج ۲) ظفیر -

Maktaba Tul Ishaat.com

ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے، اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھایا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان عاقل بالغ بلائے گئے۔ ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے رو برو ان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب وقبول کرا کر عقد کرا دیا۔ عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا۔ آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

الجواب:- اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہو گیا، اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا، اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہوگی اس کا ناکح سے ثابت ہوگا وفی الحدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر[۲]۔ پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق وعاصی ہے۔

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۱) زید نے زبیدہ سے زنا کیا اور زبیدہ کو حمل رہ گیا۔ اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے،

---

[۱] واقلها ستة اشهر اجماعا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۵۷ ج۲) ظفیر۔

[۲] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص۲۸۷ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لہٰذا زید نے فی الحال زبیدہ سے نکاح کرلیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[1]۔ پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا۔

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

سوال (۱۲۰۲) ایک شخص نے کبرسنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ دو سال کے بعد سل و ذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے۔ اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسلول مذکور کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اس عورت اور دونوں بچے اس کے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی امۃ وقت جاءت بہ لاقل من نصفہما (ای من سنتین) من وقت الطلاق[2]۔ پس صورت مذکور میں دونوں بچہ وارث متوفی کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہوگا، اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہوگئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہٰذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہوگی۔ اور امرأۃ الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۵۵۸/۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہوجاوے۔ کذا فی الدر المختار۔

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا

سوال (۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جب کہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے

الجواب:- ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے۔ اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ و شک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہوجاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہو جاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئے۔

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا

سوال (۱۲۰۴) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کرلیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں، اور زید کے ترکہ کا وارث ہوگا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان ونفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں۔

لہ واقلها ستة اشهر اجماعا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۵۲ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- جو لڑکا بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہوسکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہوگیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ وغیرہ ومستحق وراثت ہوگئی۔

شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

سوال (۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلا گیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی۔

۲ :- زید کا نکاح ہوگیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی، یہ دونوں مسئلہ بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے۔

الجواب :- بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت[1] ہوگا، اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے

---

[1] ان الفراش علی ای بعد مر اتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصورہ کرامة او استخدام (در مختار) ضعیف وهو فراش الامة اذا وسط وهو فراش ام الولد اذ قوی وهو فراش المنکوحة و معتدة الرجعی فانه فیه لا ینتفی الا باللعان واقوی کفراش معتدة البائن (رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۲۶۷ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ درمختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بدعتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دیدی۔ دو نیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگاؤ۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا مظہر بری ہوگیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

الجواب:۔ اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دو نیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے بلکہ وہ حمل زنا سے[1] ہے البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کرلیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دیدی، لڑکی کی شکل و شباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں۔

---

[1] کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق لجواز وجود وقتہ الاول لتیقنا بھما لا یثبت النسب بالاولی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۵ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: - زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلاوے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی[1]، لہٰذا بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلاوے گی۔ بہرحال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

سوال (۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیر خوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بدچلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کرلیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

الجواب: - وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی[2] ہے اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے

---

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لحق به وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا ثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هداية باب ثبوت النسب ص۲۱۱ ج۲) ظفير

[2] غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول حالا ولاد للثاني (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۶۸ ج۲) ظفير-

Maktaba Tul Ishaat.com

لے سکتا ہے اور بالغہ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس کے رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ بخلاف نفقۃ القریب فانھا تصیر دیناً دلو بعد القضاء والرضاء شامی[1] ص ۵۵۶ ج ۲

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

سوال (۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بدتعلقی کر کے توبہ کر کے مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بنا پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے درمختار[2]۔ فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ لے کر طلاق دیدو، عمر انکار کرتا رہا۔ بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی ہے، اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے

---

[1] دیکھئے ردالمحتار للشامی باب النفقۃ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] اذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشھر منذ یوم تزوجھا لم یثبت نسبہ الا ان جاءت بہ لستۃ اشھر فصاعدا ثبت نسبہ ان اعترف الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدۃ تامۃ (ھدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

گواہ پیش کردیئے کہ ہمارے روبرو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کردیا۔ اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مرگیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ، اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں۔ برتقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثابت نہ ہو تو یہ عورت اور اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب: ۔ اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہوجاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہوسکتا ہے[۱]، لہٰذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا[۲]۔

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور

---

[۱] فالکنایات لا تطلق بھا الا بنیتہ او دلالۃ الحال او فی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او الغضب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۳۵ ج ۲) ظفیر

[۲] اما نکاح منکوحۃ الغیر او معتدتہ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے

سوال (۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی، اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

الجواب: ۔ اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1]۔ وقد اکتفوا بقیام فراش بلا دخول کتزوج المغربی بمتزوجۃ دی[2] مختار۔ فقط

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہوگا یا نہ؟

الجواب: ۔ وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت

---

[1] ولذا الوصرح بانہ من الزنا لا یثبت قضاء ایضا ر د المحتار باب المحرمات ص۲۰۱ ج۲ ظفیر

[2] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۸۶ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۷۶۶ ج۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ ہوگا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر۔
بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں[1] ہے۔

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا اسکا نسب

سوال (۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا، تو یہ لڑکا زید کا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہو سکتا ہے[2]، لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]۔ فقط

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے مشکوک غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعوی خارج کر دیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلہ کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا، اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دو تین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور اس کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں

---

[1] فلو لاقل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ الا ان یدعیہ الولد الخ وصرح بانہ عن الزنا لا یثبت (ای النسب) قضاء ایضا (رد المحتار باب المحرمات ص۲۰۱ ج۲) ظفیر [2] ولو نکحھا الخ انی حل لہ وطئھا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (در مختار ص۱۸۹ ج۱) قولہ والولد لہ ای ان جاءت بعد النکاح لستۃ اشھر فلو لاقل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ (رد المحتار باب المحرمات ص۲۰۱ ج۲) ظفیر [3] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص۱۸۶ ج۱ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سزا ہوئی، اس سزا کے مرحلہ اپیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ قال فی ردالمحتار اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا[1] ۱۲ ظفیر۔ باب العدۃ وفی آخر ھذا المذھب من الدر المختار وکذا لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر ووطئھا عالما بذلک[2] ۱۲ پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولاد شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے لانہ زنا ولا نسب فی الزنا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]۔ یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے۔ اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو، اور اس نے بربنا عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہو گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ وتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذھب ۱۲ وفی ردالمحتار وانما وضع المسئلۃ فی الولد اذ المرأۃ

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب العدۃ ص ۵۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العدۃ ص ۵۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۵ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ترد الی الاول اجماعاً[1] - فقط

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۵) ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی - یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام سمجھی جاوے گی، باپ کی وارث ہوگی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ -

الجواب :- قال فی الشامی ص۲۰۵ ج۲ باب المهر ولذا لا یثبت النسب ولا العدة فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود[2] او فی الحدود وحاصله ان عدم تحقق الحل من وجه فی المحارم بکونه زنا محضاً یلزم منه عدم ثبوت النسب والعدة[3] او اقول فعلم ان لا نسب ولا عدة -

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

سوال (۱۲۱۶) سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آئے گا یا نہیں -

الجواب :- اثر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا -

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۱۷) ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ در پردہ ناجائز

---

[1] رد المحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ص۵۶۸ ج۲ ظفیر

[2] رد المحتار للشامی باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ص۴۸۲ ج۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه ص۲۱۲ ج۳ ظفیر -

Maktaba Tul Ishaat.com

تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے در پردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا۔ اس اثنار میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا، ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں۔ بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:- وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح النسب نہیں ہے۔ اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔

طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا کہا جائے گا

سوال (۱۲۱۸) زید نے اپنی منکوحہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دیدی

لہ نکح کافر مسلمة فولدت منه لا يثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نكاح باطل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۵۴۱ ج ۲) ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نو ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا، اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمی پرشاد سے ہوگیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی۔

الجواب:۔ اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق[1] الدر مختار

بنی فاطمہ کی افضلیت

سوال (۱۲۱۹) (۱) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہو سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتے تو ان مدعیان سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے۔

(۲):۔ سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمایئے۔

الجواب:۔ (۱و۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بناء پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الھدایہ وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث ابن المطلب[2]۔ یہ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۵۵۵ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] ھدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لا یجوز ص۱۷۸ ج۱ ۱۲ الآل اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (رد المحتار باب المصرف ص۶۷ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر للخطبۃ الحسن بن علیؓ الی جنبہ وھو یقبل الناس مرۃ وعلیہ اخریٰ ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین[1]

اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کرسکتے۔ البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور بھی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہیئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہؓ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیوں کہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبتھن عصبتھم لابیھم ماخلا ولد فاطمہ فانی عصبتھم وانا ابوھم[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہیئے بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھکر

---

[1] مشکوٰۃ عن البخاری باب مناقب اھل البیت ص۵۶۹ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مؤنث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا، اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بناء پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہو سکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سوا، اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں۔ البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے روی مسلم[1] عن سعد و ابی بکرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ و ھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام (ترجمہ) جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں

[1] مسلم شریف ص ۵۷ ج ۱ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہریٰ رضی اللہ عنہا سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہوسکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے۔

الجواب:- روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبۃ الا ولدی فاطمۃ فانا ولیھما وعصبتھما - اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا، باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد | **سوال** (۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں، لہٰذا ہم نسباً سید ہیں۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے، اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے۔

الجواب:- ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہل بیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبد المطلب اور آل عقیل ہیں۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں[1]۔

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمیین افضل ہیں۔ برعایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور درپردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہیئے۔ ھذا ما حصل لی واللہ اعلم وعلمہ اتم فان یک صوابا فمن اللہ وان یک خطأ فمنی ومن الشیطان وکان اللہ

---

[1] ولا الی بنی ھاشم (درمختار) تصرفات الزکوٰۃ الی اولاد اذا کانوا مسلمین فقرائہم الا اولاد العباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ص۹۰ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عفوی ۱۲ ای حیثما۔

اقول وباللہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں لا تفاضل بینھم فی الدی المختار فقریش بعضھم اکفاء بعض قال فی ردالمحتار ای قولہ بعضھم اکفاء بعض اشار الی انہ لا تفاضل فیما بینھم من الھاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرھم ولھذا یزوج علی وھاشمی ام کلثوم بنت فاطمہ لعمر وھو عدوی فلو تزوجت ھاشمیۃ قرشیا غیر ھاشمی لم یرد عقدھا[1] الخ ص۳۱۵ جلد ثانی شامی اور نیز ردالمختار میں اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الاربعۃ کلھم من قریش[2] الخ۔ البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں۔ اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔

سوال (۱۲۲۲) ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا۔ ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کرلیا۔ اور زید و ہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ و شوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد و عورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر زوجہ بیان کرتے تھے، اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی و نسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش

[1] ردالمحتار باب الکفاءۃ ص۳۰۰ ج۲ ظفیر [2] ایضاً ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہرسہ کے حسب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی، اوران ہرسہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کردی، اور قبل وفات زید نے وصیت کی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ حصہ کے موافق ہرسہ کو تقسیم کردی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مرگیا، اور بعد وفات زید ہر چہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بعد متوفی زید قابض ومالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمر وخالد زید کی اولاد ولد الحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہوکر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفی کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولد الحرام ہے، اس پر گواہان جانب ہندہ اور نکاح خواں واسطے اثبات پیش ہوکر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اور دیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اور نکاح ہمارے سامنے ہوا، اب سوال یہ ہے (۱) جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہرسہ اولاد نسبی وصلبی زید ہیں یا نہیں۔

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی

سوال (۱۲۲۲/۲) عمر وخالد ہر دو پسران زید متوفی کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں۔

بیوی کا نکاح ثابت ہے

سوال (۱۲۲۲/۳) وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح ثابت ہے یا نہیں۔

(۴):- واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

یانہیں۔

(۵):۔ عزیزان زید متوفی انکار طلاق ونکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یانہیں، جوحکم شرعی ہو تحریر فرمادیں۔

الجواب:۔ (۱) جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اور وارث زید کی ہے۔

(۲):۔ عمرو خالد اور ان کی ہمشیرہ اور والدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حسب حصص شرعیہ ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پر ترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(۳و۴):۔ نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اور شوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دو گواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہوجاوے گی۔ اور بعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(۵):۔ اقرار زید کا نفی طلاق ونفی نکاح زید پر گواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اور وہ گواہی نہ سنی جاوے گی کما فی الشامی والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن[1] اور اس سے پہلے ہے لانفاشھادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل[1] شامی جلد ثانی ص۶۲۷ باب ثبوت النسب۔

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ میں عقد نکاح کیا اور ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کردیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے

[1] فصل فی ثبوت النسب ص۸۶۳/۲ و ص۸۶۲/۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جائے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی

الجواب:- چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہوا، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا، اور ولادت دلیل رجعت قرار پاویگی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار[1] فیثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی ان ولدت لاکثر من سنتین ان مالم تقر بمضی العدۃ وکانت الولادۃ رجعۃ کما یثبت صبوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ درمختار اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو۔ اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلاوے گا۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۵۵ ج ۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

سوال (۱۲۲۴) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر ہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پاگیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بدکام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا ان ہر دو برادران سے اہل اسلام کو تا توبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا کہ وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1] اور درمختار میں ہے حتی لو نکح مشارقی بمغربیۃ یثبت نسب اولادھا منہ[2] اور پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زنا، عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال (۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی۔ ہندہ چار یوم بعد بکر سے نکاح کرلیا، اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے وجب مھر المثل فی نکاح فاسد وھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص۲۸۳ [2] ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب۔ وقد اکتفی ابقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی مشرقیۃ بینھما سنۃ ولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استحدا اما (ایضاً ص۲۶۲ ج۲ باب ثبوت النسب) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کشھود الخ قال فی رد المحتار قولہ کشھود ومثلہ تزوج الاختین معًا ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ والامۃ علی الحرۃ وفی المحیط تزوج ذمی مسلمۃ فرق بینھما لانہ وقع فاسدا فظاھرہ انھما لا یتحدان وان النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل بھا قلت لکن سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتوی نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل[1] الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب وثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

---

[1] رد المحتار باب المھر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۰۱ ج ۲ و ص ۴۸۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

باب ہفدہم

بچوں کی پرورش کے متعلق احکام ومسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۲۶) ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو، اور ماں اس کی فوت ہوگئی ہو۔ اور یوم پیدائش سے اپنی نانہال میں پرورش پائی ہو، اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کردیا ہو۔ تاسن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبراً لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دیندار لڑکی کا باپ ہوگا یا نہیں؟۔

۲:۔ جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کردی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کردے گا تو شرعاً ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کردینا چاہیئے یا نانی کے پاس رہے گی؟۔

الجواب:۔ لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہیگی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ ہو، اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقۃ علی الولد اذا لم یتبرع بھا فھل لھا الرجوع بھا علی الاب قیل نعم[1] وقال فی الدری المختار ثم ای بعد الام ام الام[2] وفیہ ایضاً فی مقام آخر والام والجدۃ لاب وام احق بھا بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ[3]۔

۲:۔ حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں لے سکتا۔

ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

سوال (۱۲۲۷) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی نانی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم داد خاں اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کر گئی تھی کہ عظیم داد خاں وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ

---

[1] وتجب النفقۃ بانواعھا علی الحر لطفلہ یعم الانثی والجمع الفقیر (الدری المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۳۲ ج۲) ظفیر۔

[2] یثبت للام الآن تکون ھی حاضنۃ او فاجرۃ ثم ای بعد الام بان ماتت او ام الام والام والجدۃ احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (الدری المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۷۱ ج۲ وص۸۸۱ ج۲) ظفیر[3] وغیرھما احق بھا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احد عشر مشتھاۃ اتفاقا زیلعی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی لکثرۃ الفساد زیلعی (ایضاً ص۸۸۱ ج۲) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

برضامندی عظیم داد خاں وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے۔

الجواب: اس بچہ کی پھوپی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپی کو ہے، لیکن اگر پھوپی اگر موجود نہ ہو تو پھوپی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کما فی الدر المختار[1] والحق لولد عم وعمۃ وخال وخالۃ لعدم المحرمیۃ وفی رد المحتار[2] ولا ولایۃ لابن العمۃ فی حضانۃ الغلام اھ پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۲۸۱) عبدالرحمٰن متوفی نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمٰن بھی فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کر دیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۵۹۰ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۵۹۰ ج ۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذا فی الدر المختار[1]۔

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۲۹) مسماۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیر خوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہوگیا۔ متوفی نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد و نوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبد الباسط متوفی کے باپ کے چچا کا پوتا اور ایک شخص بہاء الدین ماموں متوفی کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفی نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کرلیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف و ولی مال متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفی کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہوسکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد و نوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے[2]، جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی و حاکم کو یا جس کو وہ مقرر کردے۔ اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او ام الام ثم ام الاب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۷۶ (ج ۲ ص ۸۷۶) ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جیساکہ شامی میں ہے واما عند الاصول من الوصیۃ کالعم والاخ او غیرھم کالام ووصیھما وصاحب الشرطۃ لا یصح اذ لھم لہ لا لھم لیس لھم ان یتصرفوا فی مالہ تجارۃ فکذا لا یملکون الاذن لہ فیھا والاولون یملکون التصرف فی مالہ[1] اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلہ کوئی تصرف ایسا کریں جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بناء پر نانا، نانی جن کی پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مالِ نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع وشراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خورد ونوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع وشراء کریں۔ رد المحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے قلت وذکر وامثل ھذا فی وصی الیتیم وانہ لو تصرف فی مالہ احد من اھل السکۃ من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورۃ وفی الخانیۃ انہ استحسان وبہ یفتی[2]

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

سوال (۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی، طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی

[1] رد المحتار کتاب المأذون مطلب فی تصرف الصبی ومن لہ الولایۃ علیہ ص۱۵۲ ج۵ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الوقف مطلب ولایۃ نصب القیم الی الوقف ص۵۶۶ ج۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نو برس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گذرا، اور اب تک دو بچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ نے پرورش کرنے کا دعویٰ ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا توجروا۔

الجواب:- پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مؤنث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سالہ لڑکی کو دلی پھوپھی سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مر چکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مر گئی، اس وقت پرورش کے لئے پھوپی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہو چکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مر چکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپی مسماۃ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے۔ صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے

---

[1] الحضانۃ تثبت للاناث الا ان تکون ممن تدۃ او فاجرۃ او غیر مامونۃ او متزوجۃ بغیر محرم الصغیر او الحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی او احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۲۴ ج ۲ و ص ۵۸۱ ج ۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفی کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں ؟

الجواب :- درمختار میں ہے وغیرھما احق بھا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احدی عشر مشتھاۃ اتفاقا[1] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے، لہٰذا مسمی احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمی حسین کو بموجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

سوال (۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لاوعوی ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعوی کرتی ہے۔ آیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب :- جبتک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے۔ اور طلاق جو ہو چکی ہے وہ اب باطل نہیں ہو سکتی۔ فقط

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

سوال (۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج و تکرار کر کے علیحدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۵۲ ج۲ ظفیر

[2] الحضانۃ تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ او متزوجۃ غیر محرم الصغیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۵۱ ج۲ وص۸۵۲ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک لڑکا بعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا کہ بچہ اس کی ماں سے علیحدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے۔

الجواب:۔ حکم شرعی در بارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک اس سے پہلے بدون کسی امر مانع وسقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا[1]۔ اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

سوال (۱۲۳۴) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہئے یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا کون ذمہ دار ہوگا۔

الجواب:۔ حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے

---

[1] الحضانۃ تثبت للام الخ والحاضنۃ امّا او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع الخ واحق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۱/۲ و ص ۸۸۱/۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کے لئے سات برس ہیں، اور نفقہ ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل خالہ پھوپی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے[1]۔

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے

سوال (۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

الجواب:- اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ ہے[2]۔

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں

سوال (۱۲۳۶) ایک عورت نے زنا کیا لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مرگئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

الجواب:- نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گنہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑنا نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش

سوال (۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبر گیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لیگا، شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کریگی

---

[1] الحضانۃ تثبت للام بالاتفاق ان تکون من تدۃ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد بترکہ زاد غناد وسرقۃ کما فی البحر الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۵۷۱ ج۲ و ص۵۷۲ ج۲ ظفیر

[2] الحضانۃ تثبت للام النسبیۃ (ایضاً ص۵۷۱ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جو کڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندو کا حق پرورش ساقط ہو جاوے گا[1]، اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ[2] ان کا حق ہو جاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہوگا کہ کوئی مذکورہ بالا... عورتوں میں سے نہ[3] ہو۔ فقط

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

سوال (۱۲۳۸) زید و بکر دونوں حقیقی بھائی ہے زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سالہ ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہوگیا۔ اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کر لیا، عمر متوفی کے ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب: - محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو کڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہوگیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو[4] ہے۔ فقط

ماں جب غیر سے شادی کرلے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور

---

[1] والحضانة يسقط حقها بكاح غير محرم هداية الصغير (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۲۹۸ ج۲ ظفير [2] ثم اى بعد الام بان ماتت او تزوجت باجنبى ام الام ثم ام الاب ثم الاخت ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۲۹۸ ج۲ وص۲۹۹ ج۲ ظفير [3] فان لم يكن له ام فام الام وان تكن له ام الام فام الاب فان لم تكن لحدة فالاخوات ثم الخالات ثم العمات او كل من تزوجت من هؤلاء يسقط حقها (هداية باب الحضانة ص۲۱۴ ج۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کرلیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو۔

الجواب: ۔ اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کر لینے حشمت کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں[1] ہے۔

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

سوال (۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے۔ اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

الجواب: ۔ نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی، دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے، ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، درمختار میں ہے فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام[1] ثم للاخت[2] ثم لذوی الارحام کالعمات ثم الاخوال[3] اھ۔

---

[1] ثم ای بعد الام[1] ام الام ثم ام الاب[2] ثم الحاضنۃ یسقط حقھا بنکاح غیر محرم ای الصغیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۲۲۸ ج۲) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ[1] بلا توسط انثی (ایضاً باب الولی ص۲۲۴ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۲۴ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ماں جب غیر سے نکاح کرلے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

سوال (۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کرلیا، زید کے چچازاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہوگیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں[1] ہے۔

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہوگئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں، زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کرسکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلا کر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں

الجواب:۔ والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو لہٰذا پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں[2] ہے اگر نانی زندہ نہ ہو، اور ولایت واختیار نکاح باپ کو ہے ھکذا فی کتب[3] الفقہ۔

---

[1] الحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرم اى الصغير الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۵۶۸ ج۲ ظفير [2] ثم اى بعد الام ام الام ثم ام الاب ثم الاخت لاب وام ثم الاخت لام ثم الخالات ثم العمات الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۵۶۸ ج۲ وص۵۶۹ ج۲ ظفير [3] الولى فى النكاح العصبة بنفسه ايضا باب الولى ص۵۴۲ ج۲ ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا کسی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہوگیا اس نے ایک زوجہ بھوری جان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑی، اس وقت سندر خاں کی عمر آٹھ سال کی ہے، اور اس کی والدہ بھوری جان بدچلن آوارہ ہے، تو اس کو حق پرورش سندر خاں کا حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا، اور بھوری جان کو بوجہ بدچلنی وغیرہ کے سندر خاں کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خاں لائق حضانت ہوتا جیسا کہ عبارت درمختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الا ان تکون ھی تلک او فاجرۃ فجورًا یضیع الولد

پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خان محمد خاں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذا استغنی الغلام فالعصبۃ اولی الاقرب فالاقرب[1] اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنی الغلام عن الخدمۃ اجبر الاب او الوصی او الولی علی اخذہ[2] اور استغنا کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ کما فی الدر المختار وقدر بسبع[3] اھ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۲۷۰ ج۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانۃ ص۲۷۰ ج۲ ظفیر [3] ایضًا ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۲۷۰ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال (۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

الجواب:۔ دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلادے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلادے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری[1] ہے۔

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

سوال (۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو۔

الجواب:۔ حق حضانت ماں کے بعد نانی کو[2] ہے۔

لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے

سوال (۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار بعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

الجواب:۔ حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے

---

[1] الحضانة تثبت للام اولا تجبر من لها الحضانة عليها الا اذا تعينت لها ولم يأخذ ثدي غيرها او لم يكن للاب ولا للصغير مال به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۲۰۲ ج ۲ ظفير

[2] ثم بعد الام بان ماتت او لم تقبل الام الام وان علت (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۲۰۲ ج ۲ وص ۲۰۳ ج ۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

دودکار رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے سکتا۔[1]

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

سوال (۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی۔[2]

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

سوال (۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نہیں۔[3]

---

[1] ثم بعد الام الام الام والحاضنة الاخ لابه الام والام والجدة لام ولاب الاخ لابوين اى بالصغيرة حتى تحيض اى اتبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۵۵۲ ج۲ وص۵۵۳ ج۲) ظفير

[2] والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضا اى اصطلاحهما على فلا معين اصنافا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص۹۱۶ ج۲) ظفير

[3] فان لم تكن له ام فام الام اولى من ام الاب والام والجدة لام اولاب احق بالجارية حتى تحيض (هدايه باب حضانة الولد ص۳۱۳ ج۲ وص۳۱۴ ج۲) ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حق پرورش کی مدت

سوال (۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچازاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے بجبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاویگی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، درمختار میں ہے والام والجدۃ لام اداب احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ الخ وفی ردالمحتار وفی الخلاصۃ وغیرھا واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریۃ فالعصبۃ اولی بقدم الاقرب فالاقرب ولا حق لابن العم فی حضانۃ الجاریۃ ام قلت بقی ما اذا انتفت الحضانۃ ولم یوجد لہ عصبۃ ولا وصی فالظاھر انہ یترک عند الحاضنۃ[1] وفیہ ایضاً وبتعلیلھم بان ابن العم غیر محرم وانہ لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۵۰) زید کا انتقال ہوگیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوۂ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کرلیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھاویں۔

---

[1] ردالمحتار باب الحضانۃ ص۵۵۱ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- قال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام ثم ام الاب ثم ام الاب ثم الاخت لاب ولام ثم لام ثم لاب[1] اھ وفی الشامی اراد ت ام امہ تربیتہ باجر وام ابیہ ترضی بذلک مجانا فاجبت بانہ یدفع للمتبرع[2] اھ ص ۶۳۵ روایت درمختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہٰذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپی کے پاس چھوڑی جائیں گی تاکہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

سوال (۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے[3]۔

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

سوال (۱۲۵۲) اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۲ ج ۲ ظفیر

[3] احق الناس بحضانۃ الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقۃ الام ان لم تکن لہ ام تستحق الحضانۃ الخ فالام اولی من کل واحدۃ ان لم یکن لہ ام فام الاب اولی من سواھا الخ فتاوی عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس فی الحضانۃ ص ۵۴۲ ج ۱ طفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ۔ بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا ۔

پرورش کا خرچ

سوال (۱۲۵۳) خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک ۔

الجواب: ۔ اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچہ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ ہے اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے ۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے اور مدت حضانت مذکر کے لئے سات برس ہے اور مؤنث کیلئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے ۔

بچہ کا ولی کون ہوگا

سوال (۱۲۵۴) بعد پرورش کون ولی ہوگا ۔

لہ نفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکہ فیھا احد اذا رضاع الصغیر اذا یوجد من ترضعہ انما یجب علی الاب اذا لم یکن للصغیر مال و اما اذا کان لہ مال فتکون مؤنۃ الرضاع فی مال الصغیر کذا فی المحیط اھ ونفقۃ الصبی بعد انفطام اذا کان لہ مال فی مالہ اھ وان کان الاب من مناولیس للصغیر مال یقضی بالنفقۃ علی الجد ولا یرجع الجد بذلک علی احد (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السابع عشر فی النفقات فصل رابع ص۴۹۶ و ص۴۹۸ ج۱ ظفیر ۔

لہ والام والجدۃ احق بالغلام حتی یستغنی وقدر بسبع سنین و قال القدوری حتی یاکل ویشرب وحدہ ویستنجی وحدہ وقدرہ ابوبکر الرازی بتسع سنین والفتوی علی الاول والام والجدۃ احق بالجاریۃ حتی تحیض (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس فی الحضانۃ ص۴۸۳ ج۱ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: - ولی عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب کما فی الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے۔

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۵) زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے۔

الجواب: - نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے[۲]، اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے[۳]، اور حصہ جائداد وغیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے۔

---

[۱] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (در مختار) قولہ فیقدم ابن المجنونۃ الخ ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنہ (رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲ وص۴۲۸ ج۲) ظفیر

[۲] اذا وقعت الفرقۃ بین الزوجین فالام احق بالولد (ھدایہ باب حضانۃ الولد ص۴۱۳ ج۲) ظفیر۔

[۳] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مرچکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو[1] ہے اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار[2]۔

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

سوال (۱۲۵۷) زید نے زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کر گیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد و نکاح کا ولی کون ہے۔

الجواب:- حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہٰذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کردیں وہ انتظام کرے[3]

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

سوال (۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مرچکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش

---

[1] ثم الخالات اولیٰ من العمات ترجیحا لقرابتہ الام (ھدایہ باب حضانۃ الولد ومن احق ص۲۱۳ ج۲) ظفیر [2] الولی فی النکاح الا العصبۃ بنفسہ الاقرب علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۷ ج۲) ظفیر [3] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الاقرب علی ترتیب الارث والحجب (در مختار) لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (رد المحتار باب الولی ص۴۲۲ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے۔

الجواب: - اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے[1] سکتا، البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جبکہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں[2] اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہو سکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت و رضا سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے[3]۔

پھوپی اور تائی میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہو گئے ہیں، اب ورثاء میں جھگڑا ہو رہا ہے، لڑکے کی پھوپی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہیئے، اور تائی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہیئے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں، ہے، پھوپی اور پھوپی زاد بھائی اور تائی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

الجواب: - اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او ام الام او الاب و الجدۃ لام او لاب احق بھا الصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (در مختار) و بلوغھا اما بالحیض او الاحتلام او السن ط (رد المحتار باب الحضانۃ ج۲ ص۵۶۶ و ص۵۶۸) ظفیر۔

[2] الولی فی النکاح ای العصبۃ بنفسہ ای علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۳۲۶) ظفیر

[3] لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۳۲۱) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پھوپی کو ہے، تائی اور پھوپی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپی کے نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں خالہ کے بعد پھوپی کا حق لکھا ہے۔ ثم الخالات اثنتہ العمات کذلک[1] اھ

حق پرورش ماں کو ہے

سوال (۱۲۶۰): زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنیٰ و پالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کر دیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے۔ دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مرگیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات و کپڑے واثاث البیت وغیرہا تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لئے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیحدہ رہتا تھا۔ اور زیور واثاث البیت مال ومتاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلوائے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نورالہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں ص۳۰۴ میں ہے کہ تربیت کی حقدار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہوجاوے یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ ایک عورت نے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۵۶۵ ج ۲ ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا، پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہ تو زیادہ حقدار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابو داؤد و احمد و حاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ۔ یہ تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابو بکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھونا ماں کا گود اس کی، اور اس کی بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاوی جلد ۳ صـ ۱۸ مولانا عبد الحیؒ بجواب ایں سوال کہ عصبات را ہم حق حضانۃ است یا نہ، لکھتے ہیں، ہر گاہ مادر یا خالہ یا مادرِ مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش بعصبات دادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الانتزاع من النساء او لم یکن للصبی امی او من اہلہ یدفع الی العصبۃ[1] انتہی۔ اور بزیر جواب

[1] عالمگیری مصری باب الحضانۃ صـ ۵۴۲/۱۲ - ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال باوجود مادر وخواہرش جدہ راحق حضانت می رسد یا نہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقھا او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اھلیۃ القریبۃ ثم ام الاب وان علت انتھی[1] ۔ اور اسی کتاب کے جلد ۳ ص۸۱ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بکدام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بہ زنا یا غنا یا سرقہ یا نیاحۃ یا مانند آں یا پرورش نہ نماید کہ طفل را گذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می برآید یا آنکہ بغیر محرم دختر را نکاح کرد۔ در در مختار می آرد والحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد بذکر زنا وغنا وسرقۃ ونیاحۃ کذا فی البحر او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضایعا او متزوجۃ بغیر محرم الصغیرۃ انتھی[2] بنا علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ۔

الجواب: ۔ اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الی آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایۃ کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نو برس تک[3]۔ بہرحال

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۳۲۴ ج۲ ۔ ظفیر [2] ایضاً ص۳۲۰ ج۲ ۔ ظفیر

[3] الحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقھا او تزوجت باجنبی ام الام ثم ام الاب وان علت والجدۃ احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ او غیرھا حتی بھا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی ایضاً ص۳۲۰ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا صحیح موافق شریعت کے ہے۔ اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں۔ اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

سوال (۱۲۶۱) بندہ مر گئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے: ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی وخالہ اور پھوپی وباپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے۔

الجواب:- حق حضانت دادی کو ہے اور ولایت نکاح باپ کو[۲]ہے

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۲) پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

الجواب:- حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو لے سکتا ہے، والحاضنة احق بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی و بالصغیرة حتی تحیض فی ظاهر الروایة[۳]۔ درمختار

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کر گیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال

---

[۱] ظهر ای بعد الاعم الاغلب الاعم والغالب الاعم وان علت الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص۳۲۹ ج۲ ظفیر [۲] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب ایضا باب الولی ص۳۲۶ ج۲ ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص۳۲۹ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کی تھی اپنے بڑے بھائی اور چھوٹی بہن کے سپرد کر گیا، ڈیڑھ سال ہوا کہ بڑا بھائی بھی فوت ہو گیا، بعد ازاں لڑکی میری چھوٹی بہن کی سپردگی میں رہی، اس وقت لڑکی میرے پاس ہے جس کی عمر دس برس کی ہو چکی ہے، میری بھاوج یعنی لڑکی کی والدہ کے ایک لڑکا فعل حرام سے تولد ہوا، اس صورت میں لڑکی کی پھوپی لڑکی کی ولی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے کہ اگر ماں مرتدہ ہو جاوے یا زانیہ ہو یا غیر مامون ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس کا حق ہے اس کے پاس بچہ رہے گا، پس اس صورت میں جبکہ پھوپی کے سوا ماں کے بعد اور کوئی حقدار نہیں ہے تو پھر پھوپی کو حق پرورش ثابت ہو جاوے گا لڑکی کے بالغہ ہونے تک پھوپی اس کو رکھ سکتی ہے۔ اور جب لڑکی بالغہ ہو جاوے تو اس کی اجازت سے پھوپی اس کا نکاح بھی کر سکتی ہے درمختار میں ہے الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد بہ کزنا الخ او غیر مامونۃ[1] الخ۔ فقط

حق پرورش کی ترتیب

سوال (۱۲۶۴) نابالغہ کی پرورش کا حق ماں کے بعد اول نانی کو ہے یا بہن کو، اور ولایت نکاح میں کس کا درجہ مقدم ہے۔

الجواب: - ثم ای بعد الام ام الام ثم ام الاب ثم الاخت[2] درمختار اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کا حق بہن سے مقدم ہے اور ولایت نکاح نابالغہ میں بھی نانی مقدم ہے بہن سے۔ وفی الشامی[3] ثم ام الام ثم الجدۃ ثم الاخت لاب وام الخ شامی باب الولی۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۵۴۲ ج ۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۵۹۱ ج ۲ ظفیر [3] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲ - ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۶۵) میرا لڑکا عبدالقادر جس کی عمر ۳ ½ سال ہے، کچھ عرصہ چار ماہ ہوا، اس کی والدہ انتقال کر گئی، وہ اپنے نانا، نانی کے یہاں مقیم ہے جہاں پر اس کی تربیت اسلام کے خلاف گالی گلوچ اور لغویات سے ہو رہی ہے، لیکن اس کے نانا، نانی اس کو میرے پاس آنے نہیں دیتے تو از روئے شریعت اس کو وہاں اسی حالت میں رہنے دیا جاوے یا تربیت اسلام کے واسطے کوشش کر کے ان سے لے لیا جاوے۔

الجواب:- آپ کے لڑکے عبدالقادر سلمہٗ کی والدہ چونکہ انتقال کر گئی ہے تو بحالت موجودہ ان کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے، سات برس تک وہ رکھ سکتی ہے، اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں اور اپنے پاس رکھ کر ہر قسم کی تعلیم شروع کرا سکتے ہیں، یہ عمر ایسی ہے کہ اگر کچھ وہاں کی صحبت سے لڑکے میں جو بُرے اثرات کچھ پیدا بھی ہوں گے تو ان اثرات کا ازالہ ہو سکتا ہے، ھکذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط

نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۶۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس کے ایک لڑکا صغر سن تھا جس کی عمر سات سال سے کم تھی، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا بچہ کے غیر محرم سے اور بچہ کی عمر بھی نو سال کی ہو گئی تو عورت سے بچہ کا مطالبہ اس کے باپ نے کیا، لیکن اس کی ماں دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں باپ کی موجودگی

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او تزوجت او الحاضنة اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانة ج۲ ص۵۶۶ ج۲ ص۵۶۱) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

میں کوئی دوسرا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کو کچھ حق نہیں رہتا کما فی الدر المختار والحاضنۃ امّا او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی[1]، اور نیز والدہ کا حق پرورش بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لینے سے ساقط ہو جاتا ہے، والحاضنۃ یسقط حقھا بنکاح غیر محرم[2] الدر مختار۔ لہٰذا اس صورت میں کسی طرح والدہ، نانا، نانی وغیرہم کو اس لڑکے کے رد کنے کا کچھ حق نہیں ہے، باپ اس کو لے سکتا ہے اور باپ اس کا ہر طرح حقدار ہے، اور باپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی ولی اقرب اس لڑکے کا نہیں ہے۔

والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے

سوال (۱۲۶۷) میری زوجہ ثانی کا انتقال ہوگیا ہے، ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اپنے نانا کے پاس ہے۔ ان کو بھوپال روانہ کرنے میں اصرار ہے یا میرے مقابلے میں اس کا ولی نانا یا ماموں ہوسکتا ہے۔

الجواب:۔ اس لڑکے نابالغ کے مال اور نکاح کی ولایت آپ کو ہے، اور حق پرورش سات برس کی عمر تک والدہ کے بعد اول نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہنوں کو ہے، پس اگر نانی بچہ کی موجود ہے اور وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے تو آپ سات برس کی عمر ہونے پر اس کو لے سکتے ہیں، اور اگر نانی بچہ کی موجود نہیں ہے تو حق پرورش بچہ مذکور کا اس کی دادی

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۸۱ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۶ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اور بہنوں کو[1] ہے، ان کے حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جاسکتی ہے۔

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او ام الام ثم ام الاب او ثم الاخت لاب وام ثم لام او ذا الحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الحضانة ص۵۶۶ ج۲ (ص۸۸۱ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

باب ہشدہم

نان ونفقہ سے متعلق احکام ومسائل

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۸) ایک عورت کے پیٹ میں لڑکا مرگیا، ڈاکٹر سے نکلوایا گیا جس کے صدمہ سے دونوں مقام ایک ہوگئے، مرد کے کام کی نہیں رہی، اس نے دوسرا نکاح کیا، یہ اس دوسری عورت سے بھی لڑی اور تنگ کیا، پھر اپنا اور اس دوسری عورت کا کل زیور لے کر اپنے باپ کے مکان میں چلی گئی اور اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کو یہ خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہ کرے گا، یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر خرچ دیدیا کرے۔

الجواب: ۔ جب کہ وہ عورت شوہر کے گھر سے خلاف مرضی شوہر کے اپنے باپ کے گھر چلی گئی، نفقہ اس کا ساقط ہوگیا، اگر وہاں رہتے ہوئے شوہر اس کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہے۔ اور اگر دیدیوے تو

Maktaba Tul Ishaat.com

تو یہ شوہر کا تبرعا اور احسان ہے گنہ کچھ نہیں[1]۔ فقط

گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۶۹) زید اپنی زوجہ کو سسرال میں رکھتا تھا اور کل خرچہ اس کا اس کے والدین اٹھاتے تھے، زید نے کبھی کچھ نہیں دیا، اب اس کے والدین اس سے خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: - مذکورہ بالا اخراجات جو زوجہ زید کے والدین نے اپنی لڑکی پر صرف کئے ان کے مطالبہ کا حق اس کے والدین کو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء الخ۔ فقط

شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے

سوال (۱۲۷۰) خاوند بسبب ناراضگی کے بیوی کا نفقہ بند کردے تو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب: - شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جائے کہ نان ونفقہ دیوے یا طلاق دیوے[2]۔ فقط

بیویوں کا حق مکان ہے، بہتر ہونا ضروری نہیں

سوال (۱۲۷۱) ایک شخص کے دو بیبیاں ہیں اور ہر ایک بیوی کو ایک مکان علیحدہ علیحدہ دیا، اب عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے، کیونکہ ایک کے پاس کڑی چھت کا ہے، اور دوسری کے پاس کھپریل کا ہے۔ اب آیا زوج کو مکان کا بدلدینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ بدلے تو کچھ گنہ تو نہیں؟

---

[1] ولا نفقۃ لاحد عشر الی ان قال وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹/۲) ظفیر

[2] ایضا ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر [2] ویجب (الطلاق) لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۲/۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ۔ اس میں زوج پر کچھ گنہ نہیں ہے، حق سکونت ہر روز زوجہ کا ادا ہو گیا، اور اب دوسری زوجہ کو بدلنے کا کچھ حق نہیں[1]۔

خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۲۷۲) (م) شوہر (ز) اپنی زندگی میں اپنے باپ کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا، اب بعد انتقال (م) کے (ز) اپنے خسر سے اپنے زمانہ عدت کے نفقہ اور مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز بعد وفات (م) (ز) کے لڑکا پیدا ہوا، اور پندرہ ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا، اس کا پندرہ ماہ کا خرچہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ زمنکوحہ کی اپنے خسر سے مطالبہ نفقہ عدت وغیرہ کا نہیں کر سکتی[2]، اگر مرد نے کچھ ترکہ مملوکہ اپنا چھوڑا ہے تو مہر اپنا اس ترکہ شوہری میں لے سکتی ہے، اور حصہ میراث اپنا اور اپنے پسر کی طرف سے جو اس کو پہنچا وہ لے سکتی ہے،

شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے

سوال (۱۲۷۳) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید، نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است یا نہ؟ و اگر زوجہ بسبب عدم ادائے حقوق طلاق طلب کند عاصی ہست یا نہ؟۔

الجواب: ۔ اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است زوجہ نالش کردہ بگیرد[3]۔ و اگر بسبب عدم ادائے

---

[1] وعلی الزوج ان یسکنها فی دار مفروزة لیس فیها احد من اهله (هدایه باب النفقه ص۴۲۱ ج۲) ظفیر [2] النفقة واجبة للزوجة علی زوجها مسلمة کانت او کافرة اذا سلمت نفسها الی منزله فعلیه نفقتها وکسوتها وسکناها (ایضاً ص۴۱۹ ج۲) ظفیر [3] تجب للزوجة علی زوجها النفقة الی قوله ولو نحی فی بیت ابیهما اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للضرر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص۸۸۶ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

حقوق زوجہ طلاق طلب کند عالمی نیست و بر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد[۱]۔ فقط

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

سوال (۱۲۷۴) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا، اور اب اس نے طلاق دیدی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کر سکتی[۲] ہے، اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے ہکذا فی کتب[۳] الفقہ۔

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

سوال (۱۲۷۵) زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں کیا شوہر کے باپ کے ذمہ

---

[۱] ویجب (الطلاق) لو فات الامساک بالمعروف (الدر) المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۲ ج۲) ظفیر [۲] فتجب للزوجة علی زوجها (الی قوله) ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی (درمختار) فتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها (رد المحتار ص۵۸۹ ج۲) ظفیر

[۳] وجهز ابنته بجهاز وسلمها ذلك ما لیس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده الا ان المختار علی هامش رد المحتار ص۵۰۳ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب: - کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کر سکتا[1]۔

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے

سوال (۱۲۷۶) پسر متوفی نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

الجواب: - ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو[2] ہے۔

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۷) زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دختر کا نکاح اس معاہدہ پر کرایا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کر دو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب: - زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے،

لا یطالب الاب بمعنی ابنہ الصغیر الفقیر الا اذا ضمنہ علی المعتمد کما فی النفقۃ[3] الخ وفی الشامی اداء ضمان الولی الکبیر منہما فظاہر لانہ کالاجنبی[4] الشامی

---

[1] لعمرلا نفقۃ المتوفی عنہا زوجہا (ہدایہ ص۲۱۲ ج۲) ظفیر۔ [2] واذا وقعت الفرقۃ بین الزوجین فالام احق بالولد (ہدایہ ص۲۱۳ ج۲) ظفیر

[3] الدر المختار باب المہر ص۲۹۱ ج۲ علی ہامش رد المحتار۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

سوال (۱۲۷۸) زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ ؟

الجواب :- واجب[1] ہے۔ فقط

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۹) اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ ؟ خصوصاً جبکہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

الجواب :- باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے مال میں سے ان پر خرچ کرے[2]۔

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

سوال (۱۲۸۰) معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یا نہ ؟ و عدت معتدہ طلاق کہ جوان باشد حیض است، اگر تا سہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نشدہ اند قول وی را اعتماد کردہ شود یا نہ ؟ و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یا نہ ؟

الجواب :- وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن النفقۃ[1] ولو ادعت امتداد الطہر فلہا النفقۃ[2] پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا

---

[1] واذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائنا (الی قولہ) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول للمطلقۃ الثلث النفقۃ والسکنی مادامت فی العدۃ (ہدایہ ص۲۲۱ ج۲) ظفیر

[2] وتجب النفقۃ بانواعہا علی الحر لطفلہ یعم الاناث الجمع الفقیر الحی فان النفقۃ المملوک علی مالکہ والغنی فی مالہ الحاضر (درمختار) الفقیر ای ان لم یبلغ حد الکسب (رد المحتار باب النفقہ مطلب الصغیر المکتسب نفقۃ فی کسبہ ص۹۲۳ ج۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۲۱ ج۲ - ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

انقضائے عدت واجب است وبدامتداد طہر قول مطلقہ معتبر است۔
الا ان یقیم الزوج البینة علی اقرارہا بانقضاء العدة او تبلغ حد سن الایاس بعد ثلثة اشہر کذا فی الشامی

صغیر کا نفقہ

سوال (۱۲۸۱) نفقہ صغیر کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یا نہ؟ ومدت حضانت چیست؟

الجواب:۔ نفقہ صغیرہ بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود وتا ہفت سال نزد حاضنہ، ام یا ام الام یا غیر او شاں بماند[1]۔ فقط

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

سوال (۱۲۸۲) عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا یا نہ؟

الجواب:۔ مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے، اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم[2] ہے۔

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۳) زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے او ابت الذہاب الیہ او السفر

---

[1] وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله یعم الانثی والجمع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۲۳ ج۲) والام والجدة احق بالغلام (الی قوله) والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنین اعتبارا للغالب (هدایه ص۴۱۴ ج۲) ظفیر۔ [2] اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (هدایه ص۴۲۲ ج۲) ونفقة الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکه فیها احد الخ (هدایه ص۴۲۳ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

معہ او مع اجنبی بعثہ ماینقلہا فلہا النفقہ[1]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہ گار ہوگا۔

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

سوال (۱۲۸۴) زید نے زردین مہر کل معجل اپنی زوجہ کو ادا کر دیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کر کے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:- زید کو بیشک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم[2] ہے، ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بے وجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا[3]۔

بلا وجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

سوال (۱۲۸۵) ایک شخص بہ ثبت اقرارنامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہو جاوے تو مکان اسی محلہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہو گئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہو گیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس عرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا، اور آئندہ اس محلہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلہ میں مکان

---

[1] الدر المختار باب النفقہ ص۲۶۵ ج۲ ظفیر۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا الرجل دعا زوجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنور (مشکوۃ ص۲۸۱) ظفیر۔ [3] لا نفقۃ لاحد عشر ھی ندۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص۵۸۹ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ ہے

الجواب:- اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلا وجہ نہ جاوے گی، تو ناشزہ ہوگی، اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی هکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا[2]۔

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچا دی، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے، اور طلاق بھی نہیں دیتا، اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب:- نالش کر کے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے[3]۔

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ نہیں

سوال (۱۲۸۷) زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام

---

[1] لا نفقة لخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة مختصر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۵۹۵ ج۲) ظفير. [2] تربية الولد ثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة او متزوجة بغير محرم الصغير (ايضا باب الحضانة ص۵۶۴ ج۲) ظفير [3] تجب للزوجة بنكاح صحيح ولو فاسدا على زوجها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۵۸۶ ج۲) ويجب (الطلاق) لو فات الامساك بالمعروف (ايضا كتاب الطلاق ص۵۹۳ ج۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

عدت حاصل ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا، فی الدر المختار[1] لا تجب النفقۃ بانواعھا لمعتدۃ موت الخ۔

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

سوال (۱۲۸۸) زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کردو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید و اس کی زوجہ کا ہے یا نہیں، لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے۔

الجواب: - ماں باپ کا جب کہ محتاج وضعیف و نادار ہوں، ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک وخوراک کے لئے ان کو دیویں، اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے، و تجب علی موسر اوانی النفقۃ لاصولہ الفقیر اوانی ملخصاً درمختار[2]۔

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال (۱۲۸۹) زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا، اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی، ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دو سو روپیہ بھیجدیا، اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۳۱ ج ۲ و ص ۹۳۳ ج ۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اور وہ کہتا ہے کہ میں وطن کو کبھی جانا ہی نہیں، اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے، ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبر گیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے، خود حاکم تفریق نہیں کرا سکتا، قال فی الدر المختار ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقھا ولو موسرا وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتقریرھا بغیبۃ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ[1] الا والتحقیق فی الشامی۔

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

سوال (۱۲۹۰) اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آیا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے

الجواب:۔ زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست[2] نہیں ہے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۹۰۳ ج۲ صاحب حیلہ ناجزہ حضرت تھانوی نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲ واللہ اعلم۔ ظفیر

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۱) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح کرکے خبر نہ لینا

سوال (۱۲۹۱) ایک شخص نے نکاح کرکے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے، اب کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے گا، اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی، چاہیئے کہ نان نفقہ کا اس پر دعویٰ کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوے[1]۔

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

سوال (۱۲۹۲) زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تاحیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی، پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دیدی، اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دیدی، اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دیدی یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کردیا، اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق و بعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

الجواب: ۔ نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے، اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا، قال فی الدر المختار فتجب للزوجۃ علی زوجہا الخ وفیہ ایضاً وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ النفقۃ والسکنیٰ[2] الخ فقط

---

[1] اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دیدے، ویجب لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۴۲ ج۲) ظفیر۔ [2] ایضاً باب النفقہ ص۹۲۱ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

سوال (۱۲۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دیدی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی، اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے، کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے۔ کذا فی الشامی[1]۔

بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

سوال (۱۲۹۴) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہو گیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے، کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم ومؤکد ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت[2] فقط

---

[1] وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن النفقۃ والسکنی والکسوۃ (در مختار) وفی المجتبی نفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح وفی الذخیرۃ وتسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن بثلاث (رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۱ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ص ۴۵۴ ج ۳) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

سوال (۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کہ کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہوگیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہرچند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کردیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد و نوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علیحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین بمجبوری وبضرورت اپنے پسر کے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیۃ ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجودیکہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہوجاتا ہے کما فی الشامی قولہ والا لا ای وان امکن نقلھا الی بیت الزوج بمحفۃ ونحوھا فلم تنتقل لا نفقۃ لھا[1] شامی جلد ۲ باب النفقہ اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

[1] ردالمحتار باب النفقہ ص ۵۸۹ ج ۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بدچلن بیوی کا نفقہ

سوال (۱۲۹۶) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک طلاق نہیں دی گئی، نان ونفقہ کی حقدار ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ نفقہ کی حقدار[1] ہے۔

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضامندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان ونفقہ طلب کرتی ہے باوجودیکہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان ونفقہ شرعاً پاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ ایسی حالت میں عورت نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پاسکتی[2] ہے۔

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث، اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف وفادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق ونیک نفس ونیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بدخلق بدزبان، بے وفا، باغی وسرکش ہے جو اپنے شوہر کی بُرائی، بدنامی وبربادی کی ہمیشہ

---

[1] فتجب للزوجۃ بنکاح صحیح او علی زوجہا لا نہا جن ۱۱ الاحتباس (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۸۶ ج۲) ظفیر

[2] لا نفقۃ لاحد عشر ہی رتدۃ الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۸۹ ج۲ و ص۵۹۰ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

خواہاں وجویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس ونیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد ونیز اپنی ذاتی و خلقی کج خلقی وسرکشی کی وجہ سے باوجودیکہ زید کی خواہش وفہمائش اور نصیحت وپند کی وہ اپنی سرکشی ونافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان ونفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ، اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش وبے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب: ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لا نفقۃ لزوجۃ عشرمی تدۃ او خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود[1] اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہوگیا ہے تو اس کا باپ اس کو اس کی والدہ سے لے سکتا ہے[2]، اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے گا[3]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص۹۸۹ ج۲ و ص۹۹۰ ج۲ ظفیر [2] والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی (ایضاً باب الحضانۃ ص۹۹۸ ج۲) ظفیر [3] وتجب النفقۃ باوائھا علی الحر لطفلہ الفقیر الحر فان نفقۃ المملوک علی مالکہ والغنی فی مالہ الحاضر (ایضاً باب النفقۃ ص۹۲۳ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں، اور زید اس کو اپنی ساتھ مکان یا نوکری پر لے جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ولو ھی فی بیت ابیھا اذا الحویطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی[1] لیکن اس کے بعد درمختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذھاب الیہ او السفر معہ اھ (درمختار) ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بھا لفساد الزمان فامتناعہ بحق اھ شامی[2] جلد ۲

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہ کر نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی حالت خوف ومجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی ہے وسئلت عن امرأۃ اسکنھا زوجھا فی

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۵۸۹/۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب النفقہ من ۵۹۰/۲ وص ۵۹۱/۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بلاد الحرب دار الملحدین ثم امتنعت وطلبت منہ السکنیٰ فی بلاد الاسلام خوفاً علی دینہا ویظہر لی ان لہا ذلک لان قولہ او السفر معہ ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بہا لفساد الزمان فامتناعہا بحق اھ ص ۶۴۴ ۔ فقط ۔

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا مگر شوہر حق ادا نہ کرسکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کرکے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان ونفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر وزیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں ۔

الجواب :۔ شرعاً نکاح صحیح ہوگیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل وتفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دیئے شوہر کے علیحدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہوسکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے وھذا کلہ فی کتب الفقہ[1]

---

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۵۹۱ ج ۲ ظفیر [2] ولہا فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبہا ولم تتمنع (در مختار) فتجب للزوجۃ وہذا ظاہر الروایۃ فتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبہا (رد المحتار باب النفقہ ص ۵۹۱ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں

سوال (۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے (ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے) اگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے تو ادا کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضی کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جا سکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو دوسری بات ہے، درمختار میں ہے

والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء[1] فقط

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء[2] اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان و نفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہو سکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۰۴) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان و نفقہ خط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے۔ زوجہ میں افریقہ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقۃ ص۲۰۶ ج۲ [2] ظفیر ایضاً ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کرسکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے کما فی الدر المختار فتجب للزوجۃ علی زوجہا الخ ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ الیہ یفتی[1] الخ فقط

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اول میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان ونفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پا سکتی ہے اور درصورت علیحدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیحدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے[2] گی۔

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

سوال (۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغہ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہو گئے، لڑکی کی ماں نے قرضہ لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منقضیہ کا نان ونفقہ محمد اسحاق

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ۲/۶۸۶ و ۲/۶۸۹ ظفیر

[2] فتجب للزوجۃ بنکاح صحیح ولو علی زوجہا لا نھا جزاء الاحتباس (ایضاً ۲/۶۸۶ و ۲/۶۸۹) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پر عائد ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہوجاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضا[1]، پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضاء کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہوگیا۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود مکرر سکرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان ونفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حقدار ہے یا کیا۔

الجواب:۔ اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں[2] ہے، اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کرسکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

سوال (۱۳۰۸) اگر کوئی مشرکہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دیدے تو وہ سوائے مہر ونان ونفقہ عدت کے کسی دوسرے شے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جاسکتا ہے۔

الجواب:۔ وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲ ظفیر

[2] لا نفقۃ لاحد عشر من ندۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲ وص۸۹۰ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جا سکتا[1]۔

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضا جوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ وتاکید کے صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجابا آتی ہے، زید تنگ آکر دوسرا عقد کر لیا، اب زوجہ اول اپنے نان ونفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- زید کی زوجہ اولیٰ کا نان ونفقہ وعدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان ونفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہو کر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب[2] ہے اور عدل ومساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب ولازم ہے۔

---

[1] وتجب لمطلقة الرجعي والبائن اذا النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۲۲ ج۲) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها اذ سمعت رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى ما دامت في العدة۔ (هدايه باب النفقة ص۲۲۴) ظفير [2] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقة ص۲۲۴) ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زانیہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح و مہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تا وضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گنہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان ونفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب[1] ہے اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

سوال (۱۳۱۱/۱) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیجدیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاویں والدین کے پاس رہے تو نان ونفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔

سوال (۱۳۱۱/۲) جب کہ ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گنہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی۔

الجواب:۔ (۱/۲) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جا سکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر

---

[1] النفقۃ واجبۃ للزوجۃ علی زوجہا اذا سلمت نفسہا الی منزلہ (ہدایہ باب النفقہ ص۴۱۷ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان ونفقہ نہیں ہے اور دعوی اس کا اپنے نان ونفقہ کے بارے میں باطل[1] ہے، اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ[2] ہے۔

نفقہ میں گرانی وارزانی کی وجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے

سوال (۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی وارزانی کے باپ کے ذمہ کمی وبیشی ہوسکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کردی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہوسکتا اور کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نفقہ میں بقدر ارزانی وگرانی کمی بیشی ہوسکتی ہے کما فی الدر المختار ویقدر ھا بقدر الغلاء والرخص[1] (درمختار) ای یراعی کل وقت ادمکان بما یناسبہ وفی البزازیہ اذا فرض القاضی النفقۃ ثم رخص تسقط الزیادۃ ولا یبطل القضاء وبالعکس لھا طلب الزیادۃ اھ وکذا الوصایۃ علی شئ معلوم ثم غلا السعر او رخص کما سیذکرہ المصنف والشارح[2] اشباہ صالحت زوجھا عن نفقۃ کل شھر علی دراھم ثم قالت لا تکفینی زیدت[3] درمختار[4]۔ فقط

---

[1] لا نفقۃ لاحد عشر ھی تدۃ الا وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۵ ج۲ رضوی) ظفیر

[2] والنفقۃ علی الاب علی ما ذکر (ھدایہ باب حضانۃ الولد ص۴۱۶ ج۲) ظفیر

[3] رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۶ ج۲ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۵ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بیحد ناچاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدۂ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیحدہ علیحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنی ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم[1] ہے، اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گذر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں ویسے[2] ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا رہے اور محبت وادب سے پیش آتا رہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آگیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو

---

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا سلمت نفسها الى بيته (هدايه باب النفقه ص۲۱۵ ج۲) ظفير۔ [2] ويجب على موسر الا النفقة لاصوله ولو اباه او امه الفقراء ولو قادرين على الكسب الا بالسوية اور مختار قوله لاصوله الا الام المتزوجة فان نفقتها على الزوج قوله الفقراء قيد به لانه لا تجب نفقة الموسر الا الزوجة (رد المحتار باب النفقه ص۹۳۱ ج۲ و ص۹۳۲ ج۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: ۔ کتب فقہ میں ہے والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء[1] لہٰذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

سوال (۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کے دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۱۲ سالہ بالغ بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت کے لئے تیار ہے، بڑی کا لڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کا نان ونفقہ کس قدر واجب رہے گا۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذہاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی بعثہ لینقلہا فلہا النفقۃ[2] شامی میں ہے قولہ او مع السفر معہ) ای بناء علی المفتی بہ من انہ لیس السفر بحق لفساد الزمان فامتناعہا بحق[3] یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہیے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مرگیا ہے ایک برادر چچازاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۱ ج۲ ظفیر

[2] ایضاً ص۵۹۱ ج۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۱ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک، مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کرسکتی ہے۔

الجواب:- اولاد صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وھی ادلی بالتحمل من سائر الاقارب[1] باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کرسکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کرسکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خیر الرملی لو استغنت الا نثی بنحو خیاطۃ وغزل یجب ان تکون نفقتھا فی کسبھا الخ شامی[2] جلد ۲

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سارش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہوکر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود سمجھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینہ سے اس کا شوہر مجنون ہوکر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے بھائی سے نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہوجاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فی الدر المختار لا نفقۃ لاحدی عشرۃ ھی ناشزۃ الخ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود والقول لھا فی عدم النشوز بیمینھا الخ[3]

---

[1] ردالمحتار باب النفقہ ص۹۲۵ ج۲ ظفیر [2] ایضاً ص۹۲۳ ج۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲ وص۸۹۰ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان ونفقہ کے لکھوا کر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر موجل تحریر کرایا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا۔

الجواب:۔ شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہوگیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے کذا فی کتب[1] الفقہ۔

---

[1] فتجب بنکاح صحیح ولو علی ز وجھا لانھا جزاء الاحتباس ولا نفقۃ لاحد عشر ھی ندۃ ولو خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۶ ج۲ و ص۸۸۹ ج۲ ظفیر)

Maktaba Tul Ishaat.com

نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۱۹) نان ونفقہ کا نقدی مقدار واندازہ ماہوار وسالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک ووسعت کے مطابق۔

الجواب:۔ اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کی اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہوسکتی ہے[1]۔

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار پانچ سال کے بعد یہ خیال کرکے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی باخفاء نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہوکر فوت ہوگئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لا یوجب النفقۃ[2] خانیہ ج ۱۔ فقط

---

[1] ویقدر ما یقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراهم ونانير (درمختار) ای یراعی کل وقت وزمان بما یناسبه وفی البزازیه اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقط الزیادة ولا یبطل القضاء وبالعکس لها طلب الزیادة وکذا الوصایة علی شیء معلوم (رد المحتار باب النفقة ص ۶۹۶ ج ۲) نظیر

[2] فلا نفقة علی مسلم فی نکاح فاسد لانعدام سبب الوجوب (ایضاً ص ۶۹۶ ج ۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال (۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا، اب وہ لوگ جو کہ انھوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان ونفقہ بھی طلب کرتے ہیں، تو کیا وہ رقم جو انھوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الادا ہے، اور نان ونفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

الجواب: - شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا، چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے ولا یجب الدواء لمرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد الخ عالمگیریہ[1] البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے کما فی الدر المختار، او مرضت فی بیت الزوج فان لها النفقة استحسانا لقیام الاحتباس[2] الخ - فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیجدے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا۔

سوال (۱۳۲۲) ایک شخص نے بادلِ ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہو کر اس کے والدین کے یہاں بھیجدیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جا کر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی؟

---

[1] کما لا یلزمها مداواتها هی اتیانه لها بل دواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة هندیه (رد المحتار باب النفقه ص۵۸۹ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص۵۸۹ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگرچہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع او امتنعت للمھر[1] یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ فقط

تنگ دست شوہر سے تفریق

سوال (۱۳۲۳) زید اپنی بیوی کا نان ونفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں۔ کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ وانکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یا نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما ويقال لها استدين عليه وقال الشافعي رحمه الله يفرق لانه عجز عن الامساك بالمعروف

[1] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب النفقہ ص ۲۰۰ ج ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

فہذا ب القاضی منا بہ فی التفریق[1] اور مختار میں ہے وجوز الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضیٰ بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیاً فقضیٰ بہ نفذ[2] اور شامی میں ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذھبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضراً وابیٰ عن الطلاق الخ الی ان قال وعلیہ یحمل ما فی فتاویٰ قاری الھدایہ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ فسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ الخ ص ۶۵۶ ج ۲ شامی[3]۔

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کردے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۴) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بدچلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دیدی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جائے

---

[1] ھدایہ باب النفقہ ص ۲۱۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ و ص ۹۰۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے، عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بدچلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعویٰ بھی درست ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہوکر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہوجاتا ہے[۱] اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب ہے[۲] پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلاحکم قاضی و بلارضاء باہمی صحیح نہیں[۳] ہے، اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا بذمہ شوہر واجب الادا[۴] ہے اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بدچلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، ھٰکذا فی عامۃ کتب الفقہ[۵]۔

---

[۱] وان نشزت فلا نفقۃ لھا حتی تعود الی منزلہ (ھدایہ باب النفقہ ص۴۱۶ ج۲) ظفیر [۲] واذا مضت مدۃ لم ینفق الزوج علیھا وطالبتہ بذلک فلا شئ لھا الا ان یکون القاضی فرض لھا النفقۃ او صالحت الزوج علی مقدار نفقتھا فیقضی لھا بنفقۃ ما مضی (ھدایہ باب النفقہ ص۴۱۸ ج۲) ظفیر۔ [۳] ومن سمی مھرا عشرۃ فما زاد علیہ المسمی ان دخل بھا او مات عنھا (ھدایہ باب المھر ص۳۰۴ ج۲) ظفیر۔

[۴] واذا طلق الرجل امرأتہ فلھا النفقۃ والسکنی فی عدتھا رجعیا کان او بائنا (ھدایہ باب النفقہ ص۴۲۱ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دو روز کا راستہ ہے۔ یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہوگیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرایا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورونوش کا انتظام کرے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب: ۔ زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ مذکورہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی و بلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جاکر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہیے

سوال (۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہوگیا، اب تک ہند۔ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

الجواب: ۔ جب کہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہوگیا تو

---

[1] خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۵۹۰ ج ۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ جاوے اور علیحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہوگئی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہیئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گنہ گار ہوگا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ۔[1]

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کردی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کردینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کردیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ دے شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا۔ وکیل صدر کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وکیل کو جب کہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا۔ ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عاید نہیں ہوگا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہوگا کہ یہ تحریر خلاف شرع اور باطل ہے۔

نافرمانی کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا

---

[1] سورۃ النساء رکوع ۷ — ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں: دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: - شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الا وخارجۃ من بیتہ بغیر حق الا وفی الشامی وتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا[1] الا ص۶۴۶، پس قید اذا لم یطالبھا سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

سوال (۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

الجواب: - ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، کما فی الدر المختار لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الی ان قال وخارجۃ من بیتہ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۹ ج۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۹ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بغیر حق وھی الناشزۃ الخ۔

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۳۰) مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بود و باش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بود و باش قدیم وحال اکبرآباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے۔ زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، میں اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلا عذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبرآباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبرآباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی، زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کو چاہئے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے احق الشروط ان توفوا بہ بما استحللتم بہ الفروج[۵۲] متفق علیہ لیکن اپنے وطن اکبرآباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبرآباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے[۵۳]۔

بیوی شوہر کے خلاف رہکر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۳۳۱) جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ

---

[۵۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۱ ج۲ ظفیر

[۵۲] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح وغیرہ ص۲۷۱۔ ظفیر۔

[۵۳] ولذا قید بالاجنبی اذ لو کان محرما لم یکن لہا نفقۃ لانہ لیس لہا الامتناع (رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۱ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

سے اولاد ذکور واناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوق شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیحدہ رہکر حقوق شرعی طلب کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کرسکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں[1] ہے۔

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۳۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہوسکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں، جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہوچکی ہے۔

الجواب: ۔ نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الادا ہے کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحہما علی قدر معین[2] الخ۔

---

[1] لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الا زوجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص۹۵ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص۹۶ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اولاد کا نفقہ

سوال (۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہر سہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ہر سہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار وتفرض النفقۃ[1] لزوجۃ الغائب وطفلہ الخ وایضاً فیہ وتجب لطفلہ یعم الانثی والجمع[2] الخ۔

زچہ خانہ کا نفقہ

سوال (۱۳۳۴) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں۔

الجواب:- وہ مصارف بھی بذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی

سوال (۱۳۳۵) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش ہے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

الجواب:- بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجل ہو جاتا ہے لہٰذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہے قال فی رد المحتار نقلا عن الخلاصۃ وبالطلاق یتعجل المؤجل[3] الخ۔

بیوی کے نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۳۶) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر و افلاس زوجہ کس قدر ہوگا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو

سوال (۱۳۳۶) زید اپنی زوجہ کو اپنی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۱۶/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً ۹۲۳/۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب المہر ص ۵۹۳/۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پوری تنخواہ جوکہ معہ روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دیتا رہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہوگی۔

الجواب: (۱) درمختار میں ہے فتستحق النفقۃ بقدر حالھما بہ یفتی ویخاطب بقدر وسعہ[۱] وفی رد المحتار قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقۃ الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقۃ المعسر اذا کانا معسرین وانما الاختلاف فیما اذا کان احدھما موسرًا والآخر معسرًا فعلی الظاھر الروایۃ الاعتبار لحال الرجل فان کان موسرًا وھی معسرۃ فعلیہ نفقۃ الموسرین وفی عکسہ نفقۃ المعسرین واما علی المفتی بہ فتجب نفقۃ الوسط فی المسئلتین وھو فوق نفقۃ المعسرۃ ودون نفقۃ الموسرۃ اھ پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہوسکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

الجواب: (۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زائد مملوکہ زید کی ہے۔

---

[۱] رد المحتار باب النفقہ ص ۵۵۵ ج ۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح باطل کا نفقہ

سوال (۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بدچلن پاکر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کردے اور معافی مہر کا اقرارنامہ لکھدے تو زید ہندہ کو روبرو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کردے، لیکن جب طلاقنامہ تحریر ہوچکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرارنامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کردیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کرکے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بدچلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دیدی کیا ہندہ بکر سے زرمہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گرنہ ہوا؟

الجواب:- زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جب ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کرسکتی[1] ہے، اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گرنہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کی والدین

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر اذا لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب العدۃ ص۵۳۵ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلاوے یا یہیں رہتے ہوئے نان ونفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، درمختار میں ہے فتجب ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع[1] پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

سوال (۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہو گئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ درمختار باب النفقہ میں ہے لا نفقة[2] الخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة[3] اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعویٰ اسکا باطل ہے

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا

سوال (۱۳۴۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

الجواب: ۔ گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال فی الدر المختار

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲ ظفیر

[2] ایضاً ص۸۸۹ ج۲ و ص۸۹۰ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء وفی رد المحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقۃ نفقۃ الزوجۃ بخلاف نفقۃ القریب فانہا تصیر دیناً ولو بعد القضاء والرضاء حتی لو مضت مدۃ بعدہما تسقط کما یسقط

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

سوال (۱۳۴۱) ہندہ کو زید نے طلاق دی۔ وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانۂ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہوگا، اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

الجواب:۔ نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہوجاتا ہے، شامی میں ہے وتسقط بالنشوز[۲] ۱۲ باب النفقہ جلد ثانی شامی ص۶۶۹ وفی الدر المختار لا نفقۃ[۳] الخارجۃ من بیتہ بغیر حق[۴] ۱۲ اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال فی البحر وعلی ہذا یجب علی الاب ثلثۃ

---

[۱] رد المحتار باب النفقہ مطلب لا تصیر النفقۃ دینا الا بالقضاء ص۹۰۶ ج۲ ۱۲ ظفیر [۲] رد المحتار باب النفقۃ تحت قولہ وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ص۹۲۱ ج۲ ۱۲ ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۱۱ ج۲ وص۹۱۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اجرۃ الارضاع واجرۃ الحضانۃ ونفقۃ الولد[1] الامتہ ۱۲ جلد ثانی -

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۴۲) محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچادیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ بیس ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں -

الجواب:- والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء درمختار[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار معین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا -

بہن کا نفقہ بھائیوں پر

سوال (۱۳۴۳) زید نے انتقال کیا ایک لڑکی نابالغہ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے. تو عند الشرع لڑکی کا نفقہ اور بعارت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے -

الجواب:- لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر ارث واجب ہے. سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح بہ فی الدر المختار بعد قول بقدر الارث اذ لو اخوۃ منفی قیں فسد سما علی الاصح لام والباقی علی الشقیق کما فی شرح الوہبانیہ[3] اور ولایت نکاح باعتبار عصوبۃ ہے لہذا ولی نکاح نابالغہ

---

[1] رد المحتار

[2] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب النفقۃ مطلب لا تصیر النفقۃ دینا ص۹۰۶ ج۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب النفقہ ص۹۳۰ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس صورت میں عینی بھائی ہے کما فی الدر المختار الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الاعلی فالاعلی ترتیب الارث والحجب[1]۔

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں کر سکتی ہے

سوال (۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرادے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرارنامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تا وقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کردوں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہذا میں بہ ثبات ہوش وحواس بلا جبر واکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں مملوکہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بفور وصول رقم رہن مکان مذکور کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا دیسی مکان مرہونہ ان کو دلا دوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کردوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد منقولہ وذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرارنامہ ہذا میں درج ہے مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کردیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کردیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہذا میں نے بہ خوشنودی خود وبرضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے۔ اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر بادصف

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۲۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے، اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آکر بیٹھ جاتی ہے، پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہوسکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعوی طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع واصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہوسکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہوگا یا نہیں۔

الجواب: ۔ مہر معجل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے جو وعدہ شوہر نے مکان وجائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال فی الدر المختار ولو منعت نفسها للمهر[1] لانه منع بحق فتستحق النفقة ولو هی فی بیت ایهما اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع اذا امتنعت للمهر اھ

نفقہ کا دعوی شوہر پر

سوال (۱۳۴۵) ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے، اس کا شوہر آج تک کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کرسکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ۳/۵۹۵ وص ۵۹۶ ۳ طفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی[1]، لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

سوال (۱۳۴۶) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور لڑکی بوجہ عدم رضاء والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہوگا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہوگی اور عاصی[2] ہوگی۔

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

سوال (۱۳۴۷) مابین زن وشوہر کے نہایت بدمزگی پیدا ہوگئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر وتعدی ناقابل برداشت اور نان ونفقہ کی عدم خبرگیری کے بینہ موجود ہیں بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہوسکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جاسکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جائے[3]۔

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ اذا لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المہر ص۲۸۲ ج۲) ظفیر [2] لا نفقۃ الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۰ ج۲) ظفیر [3] ولا یفرق بینہما لعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ (درمختار) قولہ بانواعہا الثلاثۃ وہی ما کول وملبوس ومسکن (رد المحتار ص۹۰۲ ج۲) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزۃ" للتھانوی ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۴۸) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر برابر کوشش کرتا ہے کہ میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرالیا ہے، شوہر مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

الجواب:- اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے والناشزۃ لانفقۃ لھا وھی التی خرجت من منزل الزوج بغیر اذنہ بغیر حق فتاویٰ قاضیخان[1]۔ وان نشزت فلا نفقۃ لھا (ھدایہ[2]) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے

سوال (۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے خود دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق

---

[1] فتاویٰ قاضیخان باب النفقہ مصری ص۳۶ ج۱ - ظفیر

[2] ھدایہ باب النفقہ ص۲۱۴ ج۲، ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے اکراہ اور جبر کرکے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہو سکے گا۔ اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر[1] المختار۔

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۰) ہندہ زوجہ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہوکر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرا لے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان ونفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جواب دہی کی کہ ہندہ بدچلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بدچلن ہے، ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجودیکہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں[2] ہے، اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بدچلن

---

[1] والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲) ظفیر۔ [2] فتستحق النفقۃ بقدری حالھما الا ولو ھی فی بیت ایھما اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۹ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۵۱) زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہو رہی ہے اس کا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحدی عشر الی ان قال وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی ناشزۃ[1] اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے کے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دیدینی چاہئے لیس علی الزوج تطلیق الفاجرۃ[2]۔ فقط

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۵۲) زید و ہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کر دیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقرباء ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کر دے تو لے جاؤ، تو کیا اس

---

[1] ۱۲ ظفیر۔ الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۵۹۹ ج۲ و ص۵۹۰ ج۲ ظفیر

[2] ۱۲ ظفیر۔ باب المحرمات ص۴۰۲ ج۲

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں، اگر واجب ہے تو پورا یا نصف۔

الجواب:- درمختار میں ہے لا تصیر النفقۃ دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے۔ اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے، اور یہ عذران کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضا شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ و نافرمان ہوگی، اور آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔

مہر کی ادائیگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۳) ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی عرصہ سے کہ دولہا پر دباؤ ہو، دولہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے، اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جائے گا۔

الجواب:- جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ[2] الایہ اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان ونفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان ونفقہ بھی واجب

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۶ ج۳ ظفیر۔

[2] سورۃ البقرہ آیت ۲۸۰ ج۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتا ہے[1] اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

سوال (۱۳۵۴) زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور صرف کا عدت میں وعدہ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کرلیتا ہے، کیا زید ایسے فعل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

الجواب:۔ زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[2]۔

بیوہ مکان فروخت کرکے نفقہ لے سکتی ہے

سوال (۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائداد چھوڑ گیا ہے۔ نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے۔ آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے۔ لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے،

---

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقه ص۴۱۵ ج۲ ظفير۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيا كان او بائنا (هدايه باب النفقه ص۴۲۳ ج۲ ظفير)

Maktaba Tul Ishaat.com

بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کردے بقدر ضرورت ۔ فقط

قد تم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و توفیقہ فی شہر ذی القعدۃ سنۃ اربع مائۃ والف علی ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی الذی فوض الیہ الترتیب والتحشیۃ تحت اشراف صاحب الفضیلۃ حکیم الاسلام مولانا القاری محمد طیب دامت فیوضہ، رئیس الجامعۃ الاسلامیہ دارالعلوم دیوبند۔ ویاتی الجزء الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ